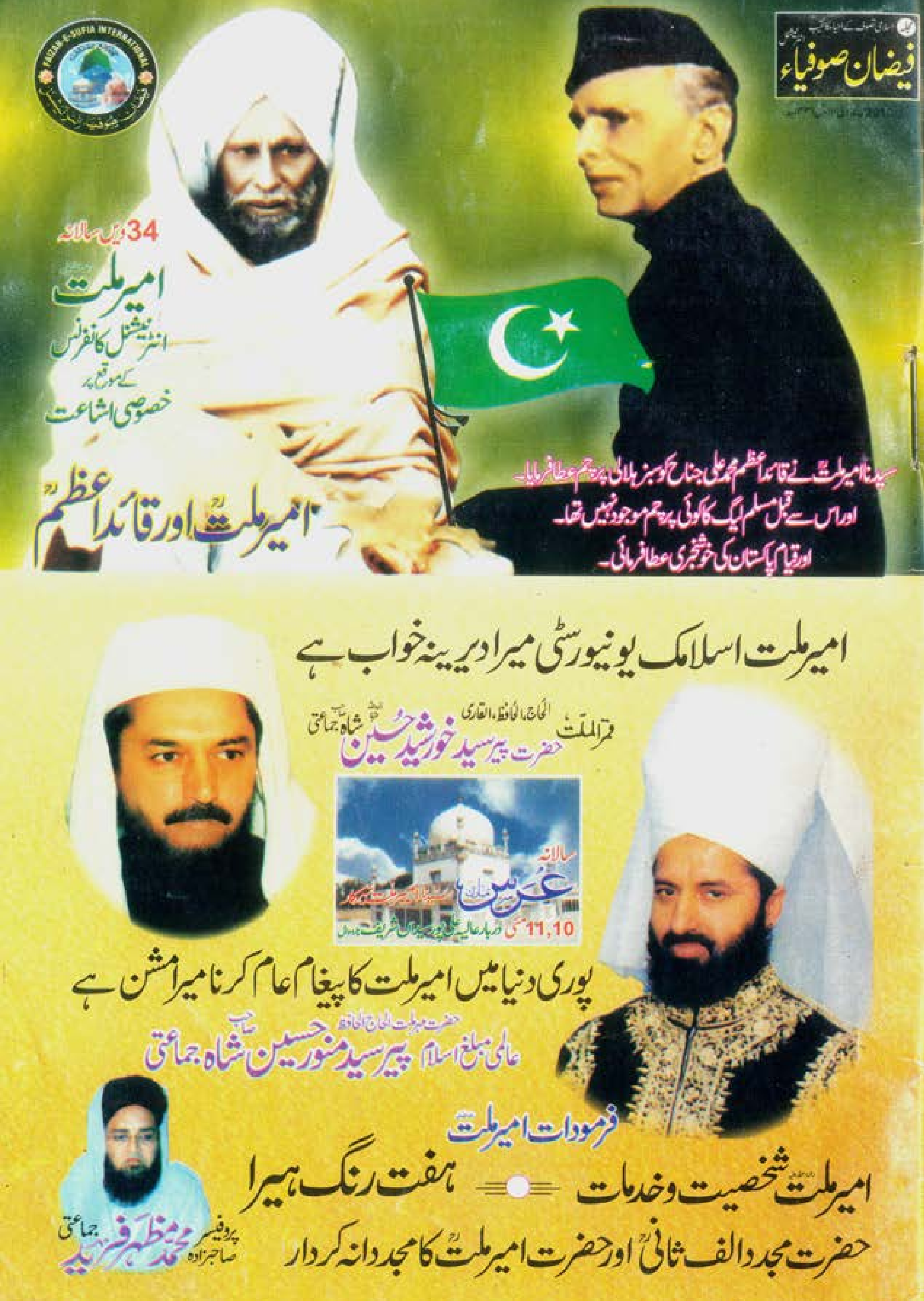

فیضان صوفیاء
34 ویں سالانہ
امیر ملت
انٹرنیشنل کانفرنس
کے موقع پر
خصوصی اشاعت
امیر ملتؒ اور قائد اعظمؒ
سیدنا امیر ملتؒ نے قائد اعظم محمد علی جناح کو سبز ہلالی پرچم عطا فرمایا۔
اور اس سے قبل مسلم لیگ کا کوئی پرچم موجود نہیں تھا۔
اور قیام پاکستان کی خوشخبری عطا فرمائی۔
امیر ملت اسلامک یونیورسٹی میرا دیرینہ خواب ہے
قمر الملت الحاج، الحافظ، القاری
حضرت پیر سید خورشید حسین شاہ جماعتی
سالانہ عرس
11,10 مئی
پوری دنیا میں امیر ملت کا پیغام عام کرنا میرا مشن ہے
عالمی مبلغ اسلام پیر سید منور حسین شاہ جماعتی
فرمودات امیر ملت
امیر ملت شخصیت و خدمات
ہفت رنگ ہیرا
حضرت مجدد الف ثانیؒ اور حضرت امیر ملتؒ کا مجددانہ کردار
صاحبزادہ پروفیسر محمد مظہر فرید جماعتی

پیر سید جماعت علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے متعلق ویب سائٹس، بلاگز، ویڈیو اور تصاویر کے لنکس

http://ameeremillat.org/	ویب سائٹس
http://ameer-e-millat.com/	ویب سائٹس
http://ameeremillat.com/	ویب سائٹس
http://www.haqwalisarkar.com/	ویب سائٹس
http://www.charaghia.com/	ویب سائٹس
http://www.scribd.com/bakhtiar2k	کتابیں
http://www.flickr.com/photos/34727076@N08/	تصاویر
http://www.flickr.com/photos/91889703@N07/	تصاویر
http://www.facebook.com/groups/alipurmureeds/	فیس بک پر پیر بھائیوں کا گروپ
http://wwwnfiecomblogspotcom.blogspot.com/2009_06_01_archive.html	بلاگز
http://www.jamaatali.blogspot.com/	بلاگز
http://alipuri.blogspot.com/2009/06/about-pir-syed-jamaat-ali-shah.html	بلاگز
http://www.jamaatali.blogspot.com/	بلاگز
http://vimeo.com/user13885879/videos	ویڈیو
Youtbe: bakhtiar2k	ویڈیو
www.marfat.com	اسلامی کتابیں ڈاؤن لوڈ کریں
www.maktabah.org	اسلامی کتابیں ڈاؤن لوڈ کریں
www.fezanenaat.com	نعتیں ڈاؤن لوڈ کریں

مجلہ اسلامی تصوف کے احیاء کا نقیب

فیضانِ صوفیاء انٹرنیشنل

مئی 2010ء جمادی الاول ۱۴۳۱ھ

بفیضانِ نظر
جنابِ حبیبِ کبریا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم

بیاد
امیرِ ملت، قبلۂ عالم
حضرت پیر سید جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری

بفیضانِ کرم
شیخ العالمین، امام الفقراء
حضرت پیر سید ولی محمد شاہ صاحب چادر والی سرکار

زیرِ سرپرستی
فخرِ ملت حضرت پیر سید منور حسین شاہ صاحب جماعتی

زیرِ نگرانی
قمرِ ملت حضرت پیر سید خورشید حسین شاہ صاحب جماعتی

مدیرِ اعلیٰ
پروفیسر صاحبزادہ محمد مظہر فرید نقشبندی

فہرست

ناشر: فیضانِ صوفیاء انٹرنیشنل

Faizan.e.sufia.international@gmail.com
0300-9638978, 0345-7353152, 0321-6339091

ایڈریس:
49-B, NGS,
شمس آباد کالونی، ملتان

مدیرِ اعلیٰ نے ایم اے پرنٹ لنکس ملتان سے چھپوا کر شائع کیا۔


کہاں سے تو نے اے اقبال سیکھی ہے یہ درویشی
کہ چرچا شہنشاہوں میں ہے تیری بے نیازی کا
قبلہ عالم، شیخ العرب والعجم
بانی پاکستان، امیر ملت
سنوسی ہند، مجدد
حضرت پیر
الحافظ
سید جماعت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ صاحب
محدث علی پوری

حمد باری تعالیٰ

تری شان سب سے عظیم ہے
تیری ذات سب سے قدیم ہے

تجھے اپنے ناموں کا واسطہ
ترا فضل ہم پہ رہے سدا

کوئی ماہ ہو، کوئی سال ہو
ترا لطف شامل حال ہو

کبھی لب پہ تیری ثنا رہے
کبھی ذکر صلی علیٰ رہے

اے ملیک و مالک و کبریا
نہیں اور کوئی تیرے سوا

(عابد نظامی)

نعت رسول مقبول ﷺ

الٰہی وہ زباں دے جو ثناء خوانِ محمد ﷺ ہو
ثناء ایسی جو ہر آئینہ شایان محمد ﷺ ہو

وہ جان پاک دے یا رب جو قربان محمد ﷺ ہو
وہ دل دے جو شکار تیر مژگان محمد ﷺ ہو

جنون عشق و گرما گرمیٔ سوز محبت سے
یہ آوارہ ہوا دشت و بیابان محمد ﷺ ہو

بدل جائے شب بخت سیہ صبح دل آرا سے
اگر جلوہ نما روئے درخشاں محمد ﷺ ہو

علیم خستہ جاں تنگ آ گیا ہے درد ہجراں سے
الٰہی کب وہ دن آئے کہ مہمان محمد ﷺ ہو

(شاہ محمد عبدالعلیم الصدیقی القادری)

منقبت

بحضور امیر ملت حضرت پیر سید جماعت علی شاہ صاحبؒ

بڑی شان شان جماعت علی ہے
کہیں شان ایسی نہ دیکھی سنی ہے

دو عالم کے سرور کا وارث یہی ہے
جگر گوشہ فاطمہ اور علی ہے

غوث صدی کا جماعت علی ہے
یہ تجدید و احیائے دین کا دھنی ہے

میری روح میں آج بالیدگی ہے
علی پور سے ٹھنڈی ہوا آ رہی ہے

فلاح مقدر مبارک ہو شبیر
علی پور سے دیرینہ نسبت تیری ہے

صراط القرآن

ہمیں سیدھا راستہ دکھا۔ ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے (اللہ نے) انعام فرمایا (یعنی انبیاء کرام، صحابہ کرام، اہلبیت اطہار، فقراء و اولیاء کرام) ان لوگوں کا نہیں جن پر غضب کیا گیا اور نہ (ہی) گمراہوں کا (یعنی گستاخانِ خدا اور رسول اور گستاخانِ صحابہ واہلبیت و گستاخانِ اولیاء کرام)

صراط الحدیث

حضرت معاذ بن جبلؓ سے روایت ہے کہ میں نے حضور نبی اکرم ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "میری خاطر محبّت کرنے والوں، میری خاطر (میری) محافل سجانے والوں، میری خاطر ایک دوسرے سے ملنے والوں اور میری خاطر خرچ کرنے والوں کے لیے میری محبّت واجب ہوگئی ہے۔

(ابوداوٗد شریف)

امیر ملت ۔۔۔۔۔۔ شخصیت و خدمات

ماخوذ از: پاکستان میں سلسلہ نقشبندیہ کی خدمات کا جائزہ (تحقیقی مقالہ زکریا یونیورسٹی ملتان)

از قلم: مدیر اعلیٰ

جب بھی کبھی اہل اسلام زبوں حالی کا شکار ہوتے ہیں اور اسلام کی عظمت پر کوئی زد لگانے والا فتنہ نمودار ہوتا ہے اور کشتی اسلام کسی کافرانہ طوفان کے گھیراؤ میں آنے کے قریب ہوتی ہے اور مسلمانان عالم درد و سوز، محبت و عشق اور اتحاد و یگانگت کی نعمتوں سے محروم ہوتے چلے جا رہے ہوں اسباب و حالات خواہ کچھ بھی ہوں خدائے بزرگ و برتر ان کی اور ان کے دین کی ڈوبتی ناؤ کو سہارا دینے کے لیے مجدد کا ظہور فرماتا ہے۔ جو اہل دین کے مردہ جسم میں ایک نئی روح پھونک کر جلا بخشتا ہے اور دین کا علم حق سر بلند کرتا چلا جاتا ہے۔

قیام پاکستان سے قبل اسی قسم کے حالات رونما ہوئے برصغیر میں ظلم و بربریت کی چکی میں پس رہے تھے۔ تو اللہ کریم نے امت محمدی پر خاص لطف و کرم فرمایا۔ چنانچہ گمراہی، ضلالت اور کفر کی چیرہ دستیوں کے اس دور میں بھی یہی سنت الٰہی قائم رہی اور ایک بندہ خدا اور مرد باخدا کے ظہور سے نخل اسلام کی آبیاری کا ہر قطرہ بہار آفرین اور ہر چھینٹا فردوس بداماں تھا۔ چنانچہ کفر کی تاریکیاں چھٹ گئیں اور ہر طرف لا الہ الا اللہ کے شادیانے بجنے لگے۔ یعنی 1830ء اور 1840ء کے درمیانی عشرے میں مبارک و مسعود سال مہینے اور دن حضرت کریم شاہ صاحب کے نور نظر امیر ملت قبلہ عالم حضرت سید جماعت علی شاہ صاحبؒ پردہ عدم سے عالم وجود میں ظہور پذیر ہوئے آپ کے والد ماجد سید کریم شاہؒ ایک کامل ولی تھے، آپ کو از روئے کشف نومولود کے عظیم المرتبت ہونے کا حال روشن تھا اس لیے آپ نے امیر ملت کی پیدائش پر غیر معمولی جوش و مسرت کا اظہار کیا اور ان کا نام جمات علی رکھا ایک فرد کا نام جماعت انوکھی سی بات تھی لیکن منشائے ایزدی میں یہ راز مضمر تھا کہ یہ ایک فرد نہیں اس کے ساتھ ایک جماعت ہوگی ایسی

جماعت جو لاکھوں انسانوں پر مشتمل تھی۔

آپؒ کے والد ماجد حضرت کریم شاہؒ نہایت متقی، دیندار، سادہ لوح، حلیم الطبع اور دریا دل تھے۔ آپ اپنے زمانے کے صاحب عزم و خدمت ولی اللہ تھے۔ مخلوق خدا آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی مشکلات پیش کرتی اور فیض یاب ہو کر اپنے مقصد میں کامیابی حاصل کرتی۔ آپ کی زبان مبارک سے جو فرمان صادر ہوتا پورا ہوتا۔ آپ کا ددھیال اور ننھیال بلند پایہ کامل ولی اللہ حضرات پر مشتمل تھا آپ کے نانا حضرت سید حسین شاہؒ مکان شریف (ضلع گورداسپور) والے اپنے زمانے کے کاملین میں سے گذرے ہیں آپ آٹھ سال کے تھے کہ حضرت سید حسین شاہ آپ کو ساتھ لے کر پیدل سہوال شریف (ضلع میر پور) ایک بزرگ کے پاس ملنے کیلئے تشریف لے گئے یہ ان کی ضعیف العمری کا زمانہ تھا بچے کو اس لیے ساتھ لے گئے کہ راستے میں خدمت کرے گا۔ آپ کی خدمت سے حضرت شاہ صاحب اس قدر خوش ہوئے کہ واپسی میں آپ کو بشارت دی کہ تیری اولاد میں قیامت تک ولی اللہ پیدا ہوتے رہیں گے۔

ترجمہ: ''وہ لوگ جو دعا کرتے ہیں اے ہمارے پروردگار ہمیں اپنی بیویوں اور اولاد میں آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہمیں پرہیز گاروں کا پیشوا بنا''۔ حضرت قبلہ عالم اس آیت مبارکہ کے صحیح مصداق تھے۔ آپ بچپن ہی سے عام بچوں سے جداگانہ نوعیت رکھتے تھے۔ آپ کی والدہ صاحبہ پاکی و تقویٰ کا نمونہ تھیں اور آپ چاہتے تھے کہ والدہ ماجدہ کے حفظ اوقات اور طہارت و پاکیزگی میں ذرہ برابر بھی فرق نہ آئے۔ ایک ابتداء سے ہی ذکر الٰہی میں مشغول رہتے اور ''فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ'' کے حکم ربانی پر عمل پیرا رہتے۔ پاکیزہ اخلاق اور پسندیدہ اطوار کے حامل تھے۔ خوددار، بردبار، متواضع، صاحب مروت اور مہمان نواز تھے۔

علم ورثہ نبوت ہے۔ علم بغیر عرفان الٰہی بھی ممکن نہیں اور جب آپ کی عمر چار سال چار ماہ چار دن ہوئی تو آپ کے والد ماجد نے حفظ قرآن کے لیے آپ کو مسجد میں بھیج دیا آپ کے والد ماجد حافظ

قاری شہاب الدین صاحبؒ کو اس کام کے لیے قلعہ سوبھا سنگھ سے علی پور تشریف لائے تھے۔ آپ نے کم عمری میں قرآن مجید حفظ کر لیا۔ اس وقت آپ بہت کم سن تھے اس لیے تحصیل علم کیلئے کہیں باہر بھیجنا مناسب نہ تھا، چنانچہ آپ کو حضرت مولانا مولوی عبدالرشید صاحب علی پوری کی شاگردی میں دیدیا گیا۔ ان سے قبلہ عالم نے اردو اور فارسی کی ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ آپ کو بچپن سے ہی تصوف سے خصوصی لگاؤ تھا، آپ پر ابتدائی کتب کے مطالعے کے دوران ہی رموز و نکات اور مطالب روحانی و باطنی منکشف ہوتے جاتے تھے۔ حضرت مولانا مولوی صوفی قاری عبدالوہاب صاحب نے صرف، نحو، منطق وغیرہ کی ابتدائی کتابیں پڑھیں، پھر مولانا مولوی غلام قادر صاحب بھیروی کی خدمت میں علوم دینیہ کیلئے حاضر ہوئے مولوی غلام قادر جلیل القدر عالم، فاضل بے بدل، علم تصوف وطریقت کے بحر اذکار اور صوفی کامل تھے وہ آپ کے ساتھ خصوصیت وشفقت سے پیش آئے اور اپنے کمالات علم وعمل اور فیوضات معنوی اور روحانی سے مستفیض فرمانے میں کامل توجہ مبذول کی۔ حضرت مولانا مفتی عبداللہ ٹونگی سے علوم دینیہ کے ساتھ تصوف کے بھی اسرار ورموز سیکھے آپ نے حضرت مولانا مولوی احمد حسن صاحب کانپوری، حضرت مہر محمد عبداللہ صاحب، حضرت مولانا ارشاد حسین رامپوری، حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب نقشبندی، حضرت مولانا عبدالحق صاحب الہ آبادی اور بہت کامل اساتذہ کرام سے تحصیل علم کی پیاس بجھائی۔ علوم عقلی ونقلی پر عبور کامل حاصل کرنے کے ساتھ ہی آپ باطنی وروحانی ترقیاں حاصل کرتے تھے۔ چنانچہ عالم پر روشن ہے کہ آپ حفظ میں امام ذہبی اور ضبط میں علامہ ابن حجر عسقلانی کے ہم پلہ ہوئے تو فصاحت میں سجان عصر اور خطابت میں یکتائے دہر بنے۔ آپ نے تیس سال کا عرصہ تحصیل علم میں صرف کیا اور ستائیس علوم حاصل کیے۔

فرمان مصطفوی ﷺ کی تعمیل میں حضرت قبلہ عالمؒ نے اپنے ماموں حضرت سید توکل شاہ صاحبؒ کی دختر نیک اختر سیدہ امیر بیگم سے شادی کی۔ یہ نیک بخت خاتون جملہ اعمال وافعال میں شریعت کی کامل پابند تھیں۔ تہجد گذار مہمان نواز، حلیم الطبع اور نہایت پارسا بی بی تھیں۔ قبلۂ عالم شیخ

طریقت کی تلاش میں کوشاں تھے۔ انہی ایام میں شاہباز ولایت، قطب زماں، حضرت بابا فقیر محمد صاحب چوراہی نقشبندیؒ علی پور سیداں شریف کے قریب ہی موضع چک قریشیاں ضلع سیالکوٹ میں مولوی غلام نبی صاحب کے یہاں تشریف لائے۔ اطلاع ملتے ہی حضرت قبلہ عالمؒ حضرت بابا جی کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت بابا جی نے کمال شفقت فرمائی اور سلسلہ نقشبندیہ میں داخل فرمایا اور خاص توجہ اور مسرت کا اظہار کیا۔ کچھ عرصہ کے بعد حضرت قبلہ عالمؒ حضرت بابا جی صاحب کی خدمت میں چورہ شریف حاضر ہوئے۔ یہ آپ کی چورہ شریف میں پہلی حاضری تھی۔ جب واپس آنے لگے تو حضرت بابا جیؒ نے اپنی دستار مبارک اتار کر حضرت قبلہ عالمؒ کے سر پر رکھ دی اور خلافت سے سرفراز فرمایا کہ یادِالٰہی کیا کرو اور لوگوں کو اللہ کا نام بتایا کرو۔ بعض حضرات نے چہ مگوئیاں شروع کر دیں کہ خدمت ہم کرتے ہیں رات دن خدمت کرتے ہیں۔ تعمیل ارشاد میں سرگرم رہتے ہیں اور ابھی ان کو رتبہ بلند عطا کر دیا گیا۔ حضرت قبلہ بابا جیؒ نے فرمایا ''جو کچھ میں جانتا ہوں وہ تم نہیں جانتے میں اللہ کے حکم کے بغیر اپنی مرضی سے کچھ نہیں کر سکتا۔ حافظ جی صاحب چراغ، بتی، تیل، سب کچھ اس کا دیا ہوا ساتھ لائے تھے۔ میں نے تو حکم خدا کے مطابق چراغ روشن کیا۔''

پیر سید جماعت علی شاہ صاحبؒ کے والد گرامی نے حضرت بابا جیؒ سے فرمایا اب تو آپ کے غلام کے مرید قصور اور فیروز پور تک پھیل گئے ہیں۔ حضرت بابا جی صاحبؒ نے ارشاد فرمایا! ''شاہ صاحب! حافظ صاحب کے مرید تمام ہندوستان میں ہوں گے۔'' آپ نے ارشاد شیخ کے مطابق ساری عمر تبلیغ دین اور ترویج سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ میں صرف کی۔

قبلہ عالمؒ نے فرمایا مجھے بے سبب ستایا گیا، میرے اوپر جھوٹے الزام لگائے گئے مجھے گالیاں دی گئیں، میرے خلاف جھوٹے اشتہارات چھاپے گئے مگر تم سب گواہ رہنا میں نے اپنے آباؤ اجداد کی طرح ان سب کو معاف کر دیا اور اپنے دوستوں سے بھی کہتا ہوں کہ انہیں صدق دل سے معاف کر دیں اور اپنا اجر خدا سے طلب کرتا ہوں۔ اس جلسے میں حضرت قبلہ عالمؒ نے برسرِ عام تین بزرگوں کو دستار

خلافت عطا کی اور بیعت کی اجازت بخشی اور تینوں خلفاء سے مخاطب ہو کر فرمایا ''اے صاحبان! رازق حقیقی اسی کو جانو جو تمہارا مالک و خالق ہے۔ بے ریا عبادت کیا کرو تا کہ اس کا اجر تم کو معبود سے ملے، ہمیشہ حق گوئی سے کام لو اور اپنے مولا کو کسی حال میں مت بھولو۔ سوائے اس جبار و قہار کے کسی سے م ڈرو، اللہ کی مخلوق کے نفع و نقصان کو اپنے ذاتی نقصان پر مقدم سمجھو، جہاں تک ہو سکے ان کی ہمدردی اور خیر خواہی کرو۔ اپنے یاران طریقت کے ساتھ محبت اور الفت رکھو، میرے بتائے ہوئے اسباق پر عمل کرو۔ حضور قبلہ عالمؒ کی 15 اپریل 1908ء کو روانگی تھی۔ ہزاروں کی تعداد میں لوگ جن میں نواب صاحب میسور میر نظام الدین علی خان اور دوسرے بہت سے لوگ جم غفیر کی صورت میں آپ کو رخصت کرنے کے لیے سٹیشن پر پہنچے انگریز اتنا عظیم الشان جلوس دیکھ کر حیران تھے۔ حضور کے جانثاروں پر قیامت ٹوٹ گئی کوئی گریہ وزاری کر رہا ہے تو کوئی آنسو بہا رہا ہے کوئی افسردہ، کوئی نوحا کناں، کوئی دعا التجا کر رہا ہے تو کوئی وظیفہ کی اجازت طلب کر رہا ہے قیامت صغریٰ کا منظر برپا ہے۔ جب یاران میسور کا یہ حال تھا تو قبلۂ عالم پر جدائی کے ان لمحات میں کیا گذری ہوگی۔ الغرض وہاں سے سوار ہو کر بمبئی پہنچے، ایک روز احمد آباد اور دو روز دہلی دو روز روہتک، اسی طرح علی پور شریف پہنچنے تک آپ نے مختلف جگہوں پر قیام کیا۔ ہر اسٹیشن پر یاران طریقت اور آپ کے عاشق آپ کے دیدار کیلئے جمع ہوتے تھے۔ جو حضور کی زیارت کے لیے بے چین ہوتے تھے۔ آخر کار آپ علی پور سیداں شریف پہنچے۔ حضرت قبلہ عالمؒ دین متین کی تبلیغ اور سلسلہ عالیہ کی ترویج کے لیے کام کرتے رہے، مدت العمران کا یہی وظیفہ رہا۔ 1901ء میں آپ نے انجمن خدام الصوفیاء قائم کی، جس کا مقصد اتحاد جمیع سلاسل تصوف، اشاعت اسلام و تصوف، تردید الزامات خلاف اسلام و تصوف، تردید مذاہب باطلہ تھا۔ حضرت قبلہ عالم سالانہ جلسوں میں کئی کئی گھنٹے وعظ حسنہ سے شرکاء کو فیض یاب کرتے تھے۔ حافظ ظفر علی صاحب پسروری خلیفہ مجاز مرکزی انجمن کے سیکرٹری تھے۔ برصغیر کے اطراف واکناف میں بڑی تعداد میں علمائے کرام شرکت فرماتے تھے۔ مہمانوں کی ضیافت کے لیے ان دنوں بہت عمدہ کھانے تیار کیے جاتے کیونکہ جلسہ ہفتہ بھر قائم رہتا تھا اور سارا انتظام قبلہ عالم

خود کرتے تھے۔ انجمن خدام الصوفیہ کی شاخیں مختلف شہروں میں قائم کی گئیں اور اب تک ان میں دینی خدمات جاری ہیں۔ گجرات، سیالکوٹ، کنجاہ، کوہاٹ، پشاور، راولپنڈی، جھنگ، لائل پور، میسور، احمد آباد کراچی، لاہور، ملتان، جالندھر، مراد آباد، امرتسر، مدارس، کلکتہ، بمبئی، دہلی، فیروز پور، اور قصور وغیرہ میں قائم کی گئیں۔

مرکزی انجمن خدام الصوفیاء کا ماہانہ رسالہ انوار الصوفیاء 1904ء میں جاری کیا گیا تھا۔ رسالہ ایک سال تک مفت تقسیم کیا جاتا رہا پھر خریداروں کی تعداد بڑھنے کی وجہ سے قیمت بہت معمولی رکھی گئی۔ حضرت قبلہ عالم کی سرپرستی میں بعض دوسرے رسائل بھی جاری ہوئے ان میں رسالہ قصور سے مبلغ رسالہ لمحات الصوفیہ، امرتسر سے ایک رسالہ الجماعت شائع ہوا۔ ان سب کا مقصد ایک تھا۔ تبلیغ وارشاد، مسائل دین کی تعلیم، اشاعت اسلام، تردید فرقہ باطلہ، روحانیت اسلام، اعلائے کلمۃ الحق، صحیح تصوف کی ترویج، شعائر اسلام کا تحفظ اور مسلمانوں کو ان کے دینی اور ملی فرائض وحکام کی طرف متوجہ کرنا۔ حضرت قبلہ عالمؒ نے تبلیغ دین اور عامۃ المسلمین کی دینی اور اخروی فلاح کے لیے دینی مدارس قائم کی جن میں چند کا ذکر مندرجہ ذیل ہے۔

حضرت قبلہ عالمؒ نے مدرسہ نقشبندیہ 1916ء علی پور میں قائم کیا جو بخیر و خوبی جاری ہے۔ مدرسے کے مہتمم حضرت الحاج حافظ مولانا سید محمد حسین شاہ صاحب تھے جو عالم وفاضل بزرگ تھے فرائض وتدریس کی انجام دہی کے لیے حضرت سراج الملت صاحبزادہ الحاج محمد حسین شاہ صاحب تھے۔ آپ کے شاگردوں میں مولوی غلام رسول صاحب، مولوی محمد عالم نے فارغ التحصیل ہو کر درس وتدریس اور خطابت وتبلیغ کے فرائض انجام دیئے۔ بعض مدرسین مثلاً مولوی محمد یوسف وغیرہ کو درس وتدریس کے لیے ہندوستان سے بلوایا گیا۔ دور دور سے طلبہ علم دین سیکھنے کے لیے آتے تھے ان کے قیام وطعام کی تمام سہولتیں مفت مہیا کی جاتی تھیں۔ مدرسہ علی پور سیداں شریف میں ایک عظیم اور بیش قیمت کتب خانہ بھی ہے جس کی مالیت کئی لاکھ روپے ہے۔ حرمین شریفین سے بھی نادر نایاب اور بیش قیمت کتابیں کتب خانہ

کے لیے لائی گئیں۔ کتب خانہ کی کتابوں کی بہت لمبی فہرست ہے۔ کتب خانہ میں کتب تفسیر کی تعداد تقریباً تیس ہے اور کتب احادیث پچاس سے زائد ہیں۔ اسی طرح کتب فقہ، کتب عقائد، کتب فارسی، کتب لغت، کتب قوائد و معانی، کتب تاریخ و سیر، کتب ادب، کتب علوم عقلی، کتب مخطوطات وغیرہ شامل ہیں۔ اس مدرسہ کے اخراجات میں یاران طریقت بھی حصہ لیتے رہے ہیں۔

آپ کی سرپرستی میں مدینہ منورہ میں درسگاہ اور یتیم خانہ قائم ہو چکا تھا اور بعد میں یہ عمارت کئی منزل کی بن چکی ہے۔ میسور میں مسجد اعظم، قصور میں جامع مسجد حاجی کالے خان، لائل پور میں مسجد تعمیر، سانگلہ ہل میں مدرسہ نقشبندیہ، گجرات میں مدرسہ نقشبندیہ اور مکہ معظمہ میں مدرسہ صولتیہ، لاہور کا مدرسہ نعمانیہ اور فتنہ ارتداد کے زمانے میں مدارس جا بجا قائم کیے ان کی تعداد پینتالیس سے زیادہ ہیں جو دہلی، آگرہ، متھرا، ایٹہ، فرخ آباد، علی گڑھ بلند شہر اور کشمیر کی ریاستوں میں جاری کیے گئے۔ جب سلطان المعظم نے حجاز ریلوے کی تعمیر کا ارادہ کیا اور اعلان فرمایا کہ مدینہ منورہ تک ریل جائے گی تو حضرت قبلہ عالمؒ نے بڑی مسرت کا اظہار کیا اور اپنی جیب خاص سے حجاز ریلوے کے لیے عطیات ارسال کیے اور یاران طریقت اور مسلمانان ہند کو اس طرف توجہ دلائی۔ آپ کی خدمت کے اعترافات میں سلطان المعظم نے اپنے دستخط خاص سے پانچ شاہی فرمان، پانچ تمغے خوشنودی کے اظہار کے لیے بھیجے اور شاہی فرامین میں آپ کو عمدۃ الاماثل والا فاضل کے معزز لقب سے نوازا گیا۔ اس صدی کی چوتھی دہائی میں عرب میں سخت قحط پڑا۔ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ اس قحط سے خاص طور پر متاثر ہوئے جب اس کی خبر علی پور سیداں شریف پہنچی تو حضرت قبلہ عالمؒ بہت بے چین و بے قرار ہو گئے اور ان کی مدد کے لیے تدبیر کی طرف توجہ دلائی۔ ایک روز حاجی ابراہیم صاحب آئے تو آپ نے فرمایا ''ابراہیم! مدینہ شریف میں بہت گرانی ہو گئی اور قحط کے آثار نمودار ہو گئے ہیں میرا ارادہ ہے ان کی امداد کرنی چاہیے۔'' حاجی ابراہیم نے فوراً جیب سے دو سو روپے نکال کر دیے۔ آپ بہت خوش ہوئے اس طرح مدینہ فنڈ کا آغاز ہوا۔ سب لوگوں نے دل کھول کر عطیات دیے۔ آپ نے ایک اور کام کیا مختلف کمبل، برویمانی، اچار، اور کھڑ ادویں خرید کر ان

کو مہنگے داموں فروخت کر کے رقم مدینہ فنڈ میں جمع کی۔ اس طرح جتنی رقم جمع ہو جاتی حضور قبلہ عالمؒ مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ کے لیے ارسال کر دیتے۔ حرمین الشریفین کے ساکنوں نے حضور کی خدمات کو بے حد سراہا اور ان کی درخشاں خدمت و اعانت کی قدر کرتے ہوئے انہوں نے حضور قبلہ عالمؒ کو ''ابوالعرب'' کے ممتاز اور مقتدر لقب سے نوازا۔ علی پور سیداں میں مسجد نور خالص سنگ مرمر سے تعمیر کی گئی ہے اس کے پانچ دروازے ہیں سب کے کواڑ ابنوس کے بنے ہوئے ہیں۔ مسجد کی کھڑکیاں صندل کی بنی ہوئی ہیں۔ دروازوں کے کواڑ پر سیپ کا نہایت خوبصورت کام کیا ہوا ہے۔ مینا کاری میں خالص سونا بھی استعمال ہوا ہے اور اس کی تعمیر کے لیے کبھی ایک پیسہ بھی چندہ نہیں لیا اور سارا کام توکل پر تھا۔ اس مسجد میں لاکھوں کا تو سنگ مرمر صرف ہوا ہے۔ مسجد کے اندرونی لان میں تین صفیں ہیں ہر صف میں سنگ مرمر کے انیس جانماز ہیں اور چاروں طرف ایک فٹ کا حاشیہ ہے۔ قالین کی زمین سرخ ہے۔ ہر جانماز کے محراب میں گلاب کے ساتھ ساتھ پھولوں کا خوبصورت گلدستہ بنا ہوا ہے۔ غرض مسجد انتہائی خوبصورت ہے۔ مسلم، غیر مسلم، انگریز حکام اور سیاح بھی زیارت کے لیے دور دور سے آتے ہیں۔ علاوہ ازیں درج ذیل مساجد بنوانے کا شرف بھی حاصل کیا۔ آبائی قبرستان کی مسجد، عام راستے کی مسجد، مسجد ریلوے سٹیشن، سادھوکے کی مسجد، جھنگ بازار، مسجد شاہ جماعت نارووال، مسجد موضع پنواں، مسجد اعظم میسور، موضع کھبل کی مسجد، مساجد علاقہ ارتداد۔ حضرت قبلہ عالمؒ قدس سرہ العزیز ہر اس کام میں شرکت کے لیے پورے انہماک سے اقدام فرماتے تھے۔ جو اسلامیان برصغیر کی فلاح و بہبود کا ضامن ہوتا ہو۔ جب مسلم یونیورسٹی کے قیام کی تحریک شروع ہوئی تو آپ سے بھی رجوع کیا گیا اور ایک لاکھ روپے کی خطیر رقم کے وعدے کی درخواست کی گئی۔ حضرت قبلہ عالمؒ نے وعدہ کرتے ہوئے شرائط عاید کیں اور فرمایا ''یونیورسٹی میں ہر مسلمان طالبعلم کے لیے نماز لازمی قرار دی جائے، دینیات کی تعلیم بھی لازمی رکھی جائے۔ اکابر یونیورسٹی نے آپ کی شرائط بخوشی منظور کیں انجمن حمایت اسلام لاہور کے جلسوں میں آپ کئی بار شریک ہوئے اور انجمن آپ کے عطیات سے مدتوں تک بہرہ مند ہوتی رہی۔ آپ انجمن حمایت اسلام کے اجلاس کی صدارت فرماتے

تھے۔ایک بار انجمن حمایت اسلام کا جلسہ ہو رہا تھا۔قبلہ عالمؒ کی صدارت تھی۔ڈاکٹر علامہ اقبال قبلہ عالمؒ کے پاؤں کے قریب نیچے فرش پر بیٹھ گئے۔منتظمین نے ڈاکٹر صاحب کو مجبور کیا کہ کرسی پر تشریف رکھیے۔ ڈاکٹر صاحب نے کہا ''اقبالؒ حضرت کے قدموں میں ہی اچھا لگتا ہے۔'' حضرت قبلہ عالمؒ نے کہا ''اور جس کے قدموں میں اقبال ہو تو پھر اسے کیا پرواہ ہے۔'' قبلہ کے اس فقرے کا بہت لطف لیا اور ان کے پاؤں پکڑ لیے۔(پروفیسر محمد طاہر صاحب فاروقی نے اپنی کتاب سیرت اقبال میں ہر واقعہ بیان کیا ہے)۔حضرت قبلہ عالمؒ نے کئی یتیم خانے خود قائم کیے تھے۔جن کا پورا خرچ آپ خود برداشت کرتے۔ انجمن نعمانیہ لاہور کے قائم کردہ مدرسہ اور یتیم خانے کی آپ نے بیش قرار سرپرستی واعانت فرمائی۔ سیالکوٹ اور نوشہرہ کے یتیم لکوٹا در نوشہرہ کے یتیم خانوں کی سرپرستی حاصل رہی۔مدرسہ تعلیم القرآن لاہور کو بھی حضرت قبلہ عالمؒ کی اعانت حاصل رہی اس سلسلے میں آپ نے جن کانفرنسوں اور اجلاسوں کی صدارت فرمائی ان کی تعداد شمارہ سے بالاتر ہے۔''تحریک پاکستان جمعیت العلمائے ہند (سنی کانفرنس)، خلافت کانفرنس، ساردا ایکٹ، مسجد شہید گنج اور فتنہ ارتداد'' میں حضور کی قیادت اور خدمت قابل رشک ہے۔مجلس احرار اسلام نے جب پنجاب میں اپنی تحریک شروع کی حضرت قبلہ عالم حیدر آباد دکن میں تشریف فرما تھے۔آپ نے اپنی جیب سے پانچ سو روپیہ ارسال کیا اور یاران طریقت نے نہ صرف خود امداد کی بلکہ جلسے کر کے رقم مجلس احرار اسلام کو ارسال کی۔اس سلسلے میں بہت سے یاران طریقت کو جیل بھی جانا پڑا جن میں مولوی امام دین صاحب، پیر ولایت شاہ صاحب، منشی احمد دین صاحب، ڈاکٹر اللہ دتہ صاحبؒ بذات خود اپنے عقیدت مندوں کے ہمراہ جیل گئے۔ان حضرات نے ہزار ہا روپیہ نقد، ہزاروں روپے کی مالیت کے زیورات مجلس کے فنڈ میں دیئے۔1935ء کے وسط میں مسجد شہید گنج کے انہدام کا سانحہ پیش آیا۔سکھوں کا دعویٰ تھا یہ زمین انہوں نے خرید لی ہے اس لیے وہاں گوردوارہ تعمیر کرنا چاہتے تھے۔یکم ستمبر 1935ء کو کانفرنس میں طے ہوا کہ اس عظیم مقصد کی تکمیل کے لیے امیر ملت منتخب کرنا ضروری ہے۔مولوی عنایت اللہ صاحب پسروری نے حضرت قبلہ عالم پیر جماعت علی

شاہ صاحب کا نام تجویز کیا۔ علامہ عنایت اللہ مشرقی نے حضرت قبلہ عالم کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ حضور آپ ہماری قیادت سنبھال لیں، انگریز کی جرأت نہیں کہ وہ آپ کا مقابلہ کرے۔ انہوں نے اور بہت سے دوسرے حاضرین نے آپ کے ہاتھوں پر بیعت کی۔ مسجد شہید گنج کی اس تحریک کو کامیاب بنانے کے لیے حضور نے مجلس اتحاد ملت کے نام سے جماعت قائم کی۔ اس سلسلے میں قبلہ عالم نے تمام ملک کے مختلف شہروں کے دورے کیے۔ دو ماہ کے ان تنظیمی دوروں کے بعد آپ نے جمعہ 8 نومبر 1935ء کو تمام نوجوان اسلام بادشاہی مسجد لاہور میں نماز جمعہ کے لیے جمع ہونے کا حکم فرمایا۔ بعد از نماز یہ عظیم الشان مسلح پر امن جلوس شہر کے گشت کے لیے روانہ ہوا، ننگی تلواروں کے ساتھ یہ جم غفیر تقریباً ڈیڑھ دو لاکھ باجمعیت مسلمانوں پر مشتمل تھا۔ حضرت قبلہ عالم کے مبارک علم کے زیر سایہ اس دن ہر عقیدے کے کلمہ گو مسلمانوں نے مجتمع ہو کر اتحاد اسلامی اور غیرت ایمانی کا وہ عظیم مظاہرہ کیا جو ہمیشہ تاریخ میں یادگار رہے گا۔ حضرت امیر ملت نے ایک یادگار خطبہ پیش کیا جس میں مطالبہ کیا گیا کہ مسجد شہید گنج کے سلسلہ میں گرفتار اور نظر بند کیے جانے والوں کو فوراً رہا کیا جائے۔ اور پھر آپ کے اقدامات کا رعب تھا اور آپ کا فرمان ''جو زمین ایک بار مسجد کے نام لگ گئی وہاں تا قیامت مسجد ہی رہے گی'' کہ انگریزی قانون کی حمایت حاصل ہوتے ہوئے بھی مسجد کی حرمت پر حرف نہ آنے پایا۔ چنانچہ 14 اگست 1947ء کو پاکستان بن گیا نہ انگریز رہا نہ سکھ۔ نہ اس سازشوں کا دست و بازو ہندو۔ 1946ء کے انتخابات میں حضرت قبلہ عالم نے قائداعظم کا بہت ساتھ دیا۔ ہر جگہ جلسے، جلوسوں اور انتخابات میں پیش رہے، اپنے خلفاء اور مریدین کو بھی قائد کی حمایت کیلئے مختلف جگہوں پر جلسوں کے اہتمام کا حکم دیتے۔

چنانچہ 1946ء کے انتخابات میں مرکز اور صوبوں میں مسلم لیگ کی شاندار کامیابی پر حضرت قبلہ عالم نے جب قائداعظم کو مبارک باد کا تار دیا تو قائداعظم نے جواباً لکھا'' یہ سب آپ کی ہمت اور دعا کا صہ ہے اب یقیناً پاکستان بن جائیگا۔'' تحریک پاکستان کے سلسلے میں حضرت قبلہ عالم نے جتنا خرچ کیا اس کا اندازہ لگانا دشوار ہے لاکھوں روپے مسلم لیگ کو چندے میں دیے اور لاکھوں ہی الیکشن پر خرچ

ہوئے آپ کے اہل خاندان اور خلفاء نے جو بھی اقدامات کیے سب کا خرچ آپ نے کیا۔ 9 رمضان المبارک 1370ھ کو آپ مسجد میں تراویح ادا کر رہے تھے کہ بخار ہو گیا اور پھر تین مہینے تک آپ بیمار رہے لیکن باوجود کمزوری کے باجماعت نماز اور وظائف اور دیگر روزمرہ کے معمولات نہایت تندہی سے سرانجام دیتے رہے لیکن آخر کار 26 یا 27 ذیقعد 1370ھ بمطابق 31 اگست 1951ء بروز پنجشنبہ و جمعہ کی درمیانی شب گیارہ بجے آپ نے اس دارِفانی سے سفر فرما کر بقائے دوام حاصل کیا اور لاکھوں عقیدت مندوں کو اپنی ظاہری جدائی سے ملول ومموم چھوڑ کر باقی باللہ ہونا پسند فرمایا۔ آپ کا مزار علی پور سیداں نارووال ضلع سیالکوٹ میں مرجع خلائق ہے۔ حضرت قبلہ عالمؒ کی چار اولادیں تھیں، تین بیٹے اور ایک بیٹی جو قبلہ عالم کی وفات تک بقید حیات رہے۔ قبلہ عالم امیر ملت کے بعد سراج الملت پیر سید محمد حسین شاہ مسند نشین ہوئے جو کہ متجر عالم، مہمان نواز و دیگر صوفیانہ صفات سے متصف تھے اور ہر قدم اور ہر تحریک میں قبلہ عالمؒ کے ساتھ شریک رہے۔ آپ کی اولاد میں دو صاحبزادہ پیر سید اختر حسین شاہ، اور سید انور حسین اور بیٹی سردار فاطمہ ہیں۔ دونوں صاحبزادے ہی متقی پرہیزگار اور تہجد گذار تھے جبکہ بڑے صاحبزادے جو امیر ملت پیر سید اختر حسین شاہ صاحب فاضل اجل جلیل القدر عالم اور فصیح البیان خطیب تھے۔ درویشی تو کوٹ کوٹ کر رگ و پے میں بھری ہوئی تھی۔ آپ کی اولاد پاک میں 6 صاحبزادگان عالی وقار و سجادگان ذیشان شامل ہیں۔ صاحبزادہ پیر سید اشرف حسین شاہ صاحب صاحبزادہ پیر سید افضل حسین شاہ صاحب صاحبزادہ پیر سید خورشید حسین شاہ، صاحبزادہ سید منور حسین شاہ صاحب اور صاحبزادہ پیر سید ذاکر حسین شاہ صاحب اور صاحبزادہ سید مظفر حسین شاہ صاحب ہیں۔ تمام صاحبزادے امیر ملت کے مشن کو بطریق احسن اندرون و بیرون ملک پھیلا رہے ہیں بالخصوص قمر الملت، تصویر امیر ملت اسلامک یونیورسٹی جو ایک عظیم تعلیمی رفاہی منصوبہ ہے کیلئے دن رات ایک کیے ہوئے ہیں۔ جو کہ کروڑوں کا منصوبہ ہے اور مختلف مقامات پر مختلف مساجد و مدارس کی سرپرستی فرما رہے ہیں جو کہ آنے والی نسلوں اور اللہ کریم مشنِ امیر ملت میں صاحبزادگان کی خصوصی معاونت فرمائے۔ (آمین)

حضرت مہر ملت
پیر سید منور حسین شاہ صاحب جماعتی کا تعارف

جانشینِ امیر ملت عالمی مبلغ اسلام مہر ملت حضرت صاحبزادہ الحاج الحافظ حضرت پیر سید منور حسین شاہ صاحب جماعتی نے 19 فروری 1958ء کو گلشن سادات علی پور سیداں شریف ضلع نارووال میں گوہر ملت حضرت پیر سید انور حسین شاہ بن سراج الملت حضرت پیر سید محمد حسین شاہ بن امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہؒ کے آنگن میں آنکھ کھولی۔ بچپن ہی میں سکول کی تعلیم کے ساتھ حفظ قرآن کی تکمیل کی اور تجوید و قرأت میں مہارت حاصل کی۔ میٹرک کرنے کے بعد گورنمنٹ سائنس کالج فیصل آباد سے .F.Sc کی اور 1975ء میں درس نظامی کی تکمیل کی۔ تعلیمی سلسلہ جاری رہا ہے اور فاضل علوم شریعہ حنفیہ اور ایم اے اسلامیات فاضل اردو و عربی کے کورسز مکمّل کیے۔ انتہائی خوبصورت اور پرسرور لب ولہجہ رکھتے ہیں۔ فن خطابت میں اپنی مثال آپ ہیں اور اکثر اوقات دوران خطاب امیر ملتؒ کے پسندیدہ نعتیہ اور عارفانہ اشعار سنا کر سامعین کو وجد و کیف کی کیفیت سے گرما دیتے ہیں۔

حضرت مہر ملت نے اپنی زندگی کو مشنِ امیر ملت کیلئے وقف کر رکھا ہے اور شب و روز دورہ جات، محافل ذکر، ختم خواجگان اور خطابات کا سلسلہ جاری و ساری رہتا ہے۔ آپ یورپ میں بالخصوص اہلسنت کی تمام تر تنظیمات کی روح رواں کا کردار ادا کرتے نظر آتے ہیں۔ آپ سنی اتحاد کونسل (یو۔کے۔یورپ) انجمن خدام الصوفیہ انٹرنیشنل، مرکزی میلاد کمیٹی (یو کے)، دی ورلڈ جماعتِ اہلسنت، امیر ملت ٹرسٹ انٹرنیشنل، عالمی مجلسِ امیر ملت، قرآن اکیڈمی آف یو کے اینڈ یورپ، جامع مسجد مہر الملت یو کے، اسلامک ایجوکیشن اینڈ مسلم کمیونٹی سنٹر (برمنگھم)

کے چیئر مین ہیں جبکہ پاکستان مشائخ کونسل، مرکزی علماء کونسل (یو کے یورپ) مرکزی جماعت اہسنت یو کے، سنی کونسل آف ماسکس مڈلینڈ یو کے، امیر ملت علماء بورڈ پاکستان، جامعہ جماعتہ حیات القرآن لاہور، انٹرنیشنل یوتھ کمیٹی، اتحاد بین المسلمین یو کے، جامعہ اسلامیہ امیر ملت شاہدرہ لاہور کے سرپرست اعلیٰ ہیں۔ جبکہ 20 سے زائد کتب اسلامی وتصوف آپ کی خصوصی سرپرستی میں شائع ہو چکی ہیں۔

آپ عالمی مبلغ اسلام کے طور پر یورپ، یو کے اور عرب وعجم میں جانے جاتے ہیں۔ آپ یو کے، ڈنمارک، کینیا، ناروے، کویت، انڈیا، دبئی، شارجہ، ابوظہبی، پرتگال، سعودی عرب، جورڈن، شام، کینیڈا، سویڈن، جرمنی، امریکہ، فرانس، اٹلی اور پاکستان کے بارہا تبلیغی دورہ جات فرماتے رہتے ہیں اور اکثر اظہار فرماتے ہیں کہ امیر ملت کے پیغام کو پوری دنیا میں عام کرنا میرا مشن ہے کیونکہ یہ پیغام درحقیقت محبّت، رواداری بھائی چارہ، اخوت واتحاد، ہمدردی، شفقت اور بالخصوص رضائے الٰہی اور عشق رسول اور ادب صحابہ، اہلبیت اور اولیاء کرام کا پیغام ہے۔ حضرت مہر ملت انٹرنیشنل قائداعظم ایوارڈ، انٹرنیشنل امیر ملتؒ ایوارڈ انٹرنیشنل سیرت کانفرنس میں بہترین سپیکر آف اسلامک شریعہ کا ایوارڈ حاصل کر چکے ہیں۔ مگر حقیقی ایوارڈ تو وہی ہے جو آپ کو دن رات اللہ اور اس کے رسول اور امیر ملت کی بارگاہ سے روحانی فیوض و برکات کی صورت میں عطاء ہوتا رہتا ہے۔ 34 سال سے لگاتار یقیناً سالانہ انٹرنیشنل امیر ملت کانفرنس کی شاندار کامیابیوں کا سہرا بھی آپ ہی کے سر ہے۔

اللہ کریم آپ کو عمر خضری عطا فرمائے۔ (آمین)

حضرت قمر الملت

پیر سید خورشید حسین شاہ صاحب جماعتیؒ کا تعارف

قمر الملت، تصویر امیر ملت الحاج، الحافظ القاری حضرت پیر سید خورشید حسین شاہ صاحب جماعتی کی شخصیت خانوادہ امیر ملت میں حقیقتاً ایک خورشیدِ تابناک بن کر ابھری ہے۔ حضرت قمر الملت پیر سید خورشید حسین شاہ صاحب بن جوہر ملت حضرت پیر سید اختر حسین شاہ جماعتی بن سراج الملت حضرت پیر سید محمد حسین شاہ صاحب بن امیر ملت حضرت پیر سید جماعت علی شاہ صاحب کی ولادت با سعادت 5 ستمبر 1951ء کو علی پور سیداں شریف کے پُرنور گاؤں میں ہوئی۔ سکول اور کالج کی تعلیم کے ساتھ ساتھ فاضل علوم اسلامیہ عربیہ اور حفظِ قرآن کی تعلیم مکمل کی اور بالخصوص قرأت پر ایک کامل عبور حاصل کیا۔ اکثر اوقات محافل میلاد و ذکر و نعت میں خود تلاوت فرماتے ہیں اور عوام الناس آپ کی تلاوت سماعت کرنے پر آپ کے گرویدہ ہو جاتے ہیں۔ مایہ ناز قرأء حضرات حیرت زدہ ہو جاتے ہیں۔ نعت گوئی میں آپ اپنی مثال آپ ہیں۔ خوبصورت وجاہت، مفکرانہ انداز، مدبرانہ سوچ، مشفقانہ اندازِ تکلّم، اور مجاہدانہ طرزِ زندگی آپ کا مشغلہ ہے۔ قبلہ عالم امیر ملت کی طرح ہر وقت تبلیغی دورہ جات پر رہنا آپ کا خاصہ ہے اور زہد و تقویٰ، عبادت و ریاضت، شب بیداری و تہجد گذاری کے زیور سے سجے ہوئے قمر الملت واقعتاً تصویر امیر ملت نظر آتے ہیں۔ جذبہ عشقِ رسول، خدمت خلقِ خدا کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے۔ مسلک حق اہلسنت کے فروغ، قرآن وسنت کی دعوت، عشق رسول کا پرچار اور ادب اولیاء کا پیغام چہار سو عالم میں پھیلانا آپ کا شیوہ ہے۔

سادات، مشائخ، علماء، فضلاء، صوفیاء کی قدردانی آپ کی صفتِ کامل ہے۔ تمام تر اولادِ امیر ملت خدمتِ دین کے مشن میں سرگردان ہے مگر آپ ایک ایسے مشن کی طرف دن رات گامزن ہیں جو رہتی نسلوں تک ہی نہیں بلکہ تا قیامت اس چشمہ کا فیض جاری رہے گا وہ ہے امیر ملت اسلامک



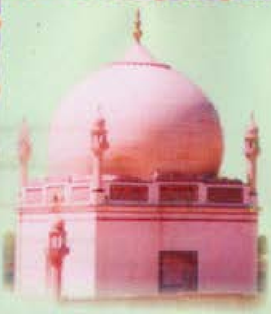
جانشین امیر ملت، مہر ملت
الحاج، الحافظ، القاری
ہم حضرت پیر سید منور حسین شاہ جماعتی صاحب زادہ اللہ شرفاً
چیئرمین پاکستان مشائخ کونسل
چیئرمین امیر ملت ٹرسٹ انٹرنیشنل و انجمن خدام الصوفیہ

کو دینی، روحانی، علمی اور ملی خدمات پر دل کی گہرائیوں سے ہدیہ تبریک پیش کرتے ہیں۔

منجانب
پروفیسر صاحبزادہ محمد مظہر فرید نقشبندی مجددی جماعتی چادری
آستانہ عالیہ فیضان صوفیاء ملتان شریف
0300-9638978



سرپرست اعلیٰ
فیضان صوفیاء انٹرنیشنل
و اراکین مجلس شوریٰ



امیرملت حافظ پیر جماعت علی
زمانہ حال میں ثانی تیرا کوئی نہیں
سید علی پوری تیری دو جگ میں سرداری
سید تیرے روپ پہ واری



الاھداء از
سیدنا چادروالی سرکارؒ



ہم
امیرملت اسلامک یونیورسٹی
کے زیر اہتمام
دارالعلوم گلزار مدینہ وجامع مسجد مکی مدنی
بھوانہ ضلع جھنگ کے قیام پر
قمرالملت، الحاج، الحافظ، القاری
حضرت
پیر سید خورشید حسین شاہ صاحب جماعتی
کو شاندار خراج تحسین پیش کرتے ہیں

جس میں دینی تعلیم (شعبہ حفظ وناظرہ ودرس نظامی) کا آغاز ہو چکا ہے
اللہ کریم تشنگان علم ومعرفت کے لئے تاقیامت اس چشمہ امیرملت کا فیض بیمثال جاری وساری فرمائے (آمین)

محمد مظہر فرید
0300-9638978

یادگار لمحات





برموقع عرس امیر ملت حضرت مہر الملت اور حضرت قمر الملت مختلف نشستوں کی صدارت فرماتے ہوئے۔





ادائیگی عمرہ سے واپسی پر حضرت قمر الملت کا لاہور ائیر پورٹ پر استقبال کرتے ہوئے۔





ملتان شریف میں سالانہ محفل فیضان صوفیاء کے یادگار مناظر

اے ایمان والو! ایسے لوگوں سے دوستی مت رکھو جن پر اللہ غضبناک ہوا ہے بے شک وہ آخرت سے
(اس طرح) مایوس ہو چکے ہیں جیسے کفار اہل قبور سے مایوس ہیں (سورۃ الممتحنہ آیت ۱۳)

انبیاء و اولیاء مشکل کشاء باذن اللہ باذن اللہ
مزارات و قبور کا احترام مگر ان کو بت کہنا حرام
مزارات کو سجدہ حرام مگر اُن سے مانگنا اللہ کا انعام

طالب دعا
انجمن خدام الصوفیہ
فیضان صوفیاء انٹرنیشنل

عطیہ اشتہار
خٹک ہوٹل
طالب دعا لیاقت علی خان نقشبندی
پاکیزہ اور لذیذ کھانوں کا مرکز
پروپرائٹر محسن خان خٹک اینڈ علی خان
نزد منتھار پٹرولیم سروس چوپرہٹہ جھنگ روڈ کبیر والا
0345-7464785

ہم
جانشین امیر ملت، مہر ملت
حضرت پیر سید منور حسین شاہ جماعتی صاحب زادہ اللہ شرفہ کی سرپرستی میں
خصوصی شمارہ فیضان صوفیاء انٹرنیشنل شائع کرنے پر
پروفیسر صاحبزادہ
محمد مظہر فرید زادہ اللہ شرفہ نقشبندی مجددی جماعتی چاودی
کو صمیم قلب سے
مبارک باد
پیش کرتے ہیں

اور دعا گو ہیں کہ اللہ کریم اولیاء کرام کے طفیل اس کاوش اور سلسلہ اشاعت کو تا قیامت جاری و ساری فرمائے (آمین)

طالب دعا پروفیسر ڈاکٹر عبد الحمید راؤ ڈائریکٹر
سکالرزان
فرخ ٹاؤن ملتان شریف
0300-6376207

یونیورسٹی جو کہ تقریباً 110 کنال میں جھنگ کے قریب بھوانہ جی ٹی روڈ پر زیر تعمیر ہے جو کہ ایک عظیم الشان تعلیمی، دینی اور رفاہی منصوبہ بن کر سامنے آئے گا۔ تقریباً 30 کے قریب کمروں کی تعمیر ہو چکی ہے، جہاں حفظ و ناظرہ اور درسِ نظامی کی کلاسز کا آغاز ہو چکا ہے۔

عظیم الشان میڈیکل سینٹر، جامعہ للبنات، دارالحدیث، دارالعلوم گلزار مدینہ، دارالقرآن، دارالافتاء، سکول برائے طلبہ و طالبات، کالج برائے طلباء و طالبات اور کمپیوٹر کالج منصوبات میں شامل ہیں۔ خوبصورت اور دیدہ زیب عظیم الشان جامع مسجد مکی مدنی بھی امیر ملت یونیورسٹی کی خوبصورتی کو چار چاند لگا دے گی۔ اسی لیے حضرت قمر الملت پر سید خورشید حسین شاہ صاحب فرماتے ہیں امیر ملت اسلامک یونیورسٹی میرا دیرینہ خواب ہے اور یقیناً جلد یہ خواب پورا ہوگا اور یونیورسٹی پایۂ تکمیل کو پہنچے گی۔

اندرونِ ملک کی طرح آپ مختلف ممالک کے بھی تبلیغی دورہ جات فرماتے ہیں اور دین کی سربلندی و سرفرازی کے لیے دن رات کوشاں ہیں اور قاسم فیض امیر ملت بن کر رشد و ہدایت کی شمع روشن کیے ہوئے ہیں۔

☆ ☆ ☆ ☆

(......فرمودات امیر ملت......)

۱۔ میرا ہاتھ اللہ کے خزانوں میں ہے، جسے جس شے کی ضرورت ہوتی ہے نکال کر دے دیتا ہوں۔

۲۔ جان جائے تو جائے لیکن نماز نہ جائے۔

۳۔ انسان کے جسم میں تین کروڑ پچاس لاکھ رگیں ہیں اور ساری رگیں دل سے جڑی ہوئی ہیں جب ایک بار دل سے اللہ پکارا تو ساری رگیں بھی اللہ کا نام پکارتی ہیں۔

امیر ملتؒ اور قائد اعظمؒ

از قلم: جوہر ملت پیر سید اختر حسین شاہ صاحبؒ

قائد اعظم پر حملہ:

۲۶ جولائی ۱۹۴۳ء کو حضرت قبلۂ عالم قدس سرہ العزیز حیدر آباد دکن میں قیام فرما تھے۔ عم مکرم حضرت شمس الملت (سجادہ نشین دوم) کے ہمراہ میں بھی حاضر خدمت ہوا تو بخشی مصطفیٰ علی خان صاحب (مہاجر مدنی اور خلیفہ مجاز) پہلے سے حضور کی فرودگاہ یعنی قاری شہاب الدین صاحبؒ کے مکان پر موجود تھے۔ چند روز کے بعد اخباروں میں خبر شائع ہوئی کہ کسی بد بخت (رفیق صابر مزنگوی خاکساری) نے قائد اعظم پر چاقو سے حملہ کر کے آپ کو زخمی کر دیا ہے۔ حضرت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے حکم دیا کہ "تم بخشی صاحب کے ہمراہ جا کر جناح صاحب کی میری طرف سے مزاج پرسی کر آؤ"۔ میرا اور بخشی صاحب کا ٹکٹ بھی خرید لیا گیا تھا۔ حضرت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے بیمار پرسی کے لیے ایک خط بھی قائد اعظم کے نام تحریر فرمایا اور بہت سے تحائف جناح صاحب کے لیے عطا فرمائے۔ بعد میں حضور نے ارشاد فرمایا کہ "تم مت جاؤ بخشی صاحب اکیلے ہی جائیں۔"

قائد اعظم کے نام مکتوب اور تحائف:

حضرت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مکتوب میں تحریر فرمایا تھا کہ "قوم نے مجھے امیر ملت مقرر کیا ہے اور پاکستان کے لیے جو کوشش آپ کر رہے ہیں، وہ میرا کام ہے۔ لیکن میں اب سو سال سے زیادہ عمر کا ضعیف و ناتواں شخص ہوں۔ میرا بوجھ جو آپ پر پڑا ہے اس میں آپ کی امداد کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں۔ آپ مطمئن رہیں۔ نمرود کی دشمنی حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوۃ والسّلام کے دین کی، فرعون کی دشمنی حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ الصلوۃ والسّلام کے دین کی، ابو جہل کی دشمنی ہمارے نبی اکرم ﷺ کے دین کی ترقی کا باعث ہوئی ہے۔ اب جو یہ حملہ آپ پر ہوا ہے، آپ کی کامیابی کے لیے فال نیک ہے۔ آپ کو میں مبارک باد دیتا ہوں کہ آپ اپنے مقصد میں کامیاب ہوں گے۔ آپ کو حصول مقصد میں خواہ کتنی بھی

دشواریوں کا سامنا ہو، آپ بالکل پرواہ نہ کریں اور پیچھے نہ ہٹیں۔ جس شخص کو اللہ تعالیٰ کامیاب فرمانا چاہتا ہے، اس کے دشمن پیدا کر دیتا ہے۔ میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کے دشمنوں کو ذلیل وخوار کرے۔ میں اور میرے تمام یاران طریقت آپ کے حکم کے تابع رہیں گے۔ آپ بھی عہد کریں کہ آپ اپنے مقصد سے ذرہ برابر نہیں ہٹیں گے۔"

تحفوں میں قرآن شریف، تسبیح، جانماز، شال، دھسہ اور دوسری قیمتی چیزیں شامل تھیں۔

میں نے، قاری صاحب اور بخشی صاحب نے مشوہ کر کے عرض کیا کہ تحفوں میں سے قرآن شریف، تسبیح اور جانماز نکال دیا جائے۔ اور خط میں یہ الفاظ کہ "میں اور میرے تمام یاران طریقت آپ کے حکم کے تابع رہیں گے" محذوف کر دیے جائیں۔ حضور نے ہمارے مشورے کو قبول نہیں فرمایا۔ اگلے دن ہم سب ایک ہی موٹر میں کسی جگہ دعوت کی شرکت کے لیے جا رہے تھے۔ راستے میں ہم نے پھر اپنی بات دہرائی۔ آپ نے کمال شفقت سے فرمای "ایک بات تم میری مانو اور ایک میں تمہاری مانتا ہوں۔ تحائف تو اسی طرح رہنے دو، اور بتاؤ خط میں کیا لکھو گے۔" میں نے عرض کیا اس جملے کو یوں بدل دیں گے کہ "ہم سب آپ کے معاون ومددگار رہیں گے۔" فرمایا "بہت اچھا"۔ ہم سب اس حدیث شریف کے مضمون کہ اتقوا من فراسة المومن فانه ینظر بنور الله (ترجمہ) "مومن کی فراست اور زیرکی سے ڈرو، کیونکہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے" سے غافل ہو گئے تھے۔ اس لیے ہم سے گستاخی سرزد ہوئی۔

قایداعظم کا شکریہ کا خط:

بخشی صاحب خط اور تحفے لے کر بمبئی گئے۔ مالا بار ہل پر قائداعظم کی فرودگاہ پر پہنچے تو معلوم ہوا کہ ڈاکٹروں نے ملاقاتوں کی بالکل قدغن کر رکھی ہے۔ وہ محترمہ فاطمہ جناح سے مل کر خط اور تحائف ان کو دے آئے اور واپس آ کر تفصیل اور خیریت مزاج سے حضرت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کو مطلع کیا۔ چند روز بعد جناح صاحب کا خط آیا جس میں انہوں نے لکھا تھا "جب آپ جیسے بزرگوں کی دعا میرے شامل حال ہے تو میں اپنے مقصد میں ابھی سے کامیاب ہوں۔ اور آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ میری راہ میں کتنی ہی تکلیفیں کیوں نہ آئیں، میں اپنے مقصد سے پیچھے نہیں ہٹوں گا۔" پھر لکھا تھا کہ "آپ نے قرآن شریف

اس لیے عنایت فرمایا ہے کہ میں مسلمانوں کا لیڈر رہوں۔ جب تک قرآن اور دین کا علم نہ ہو کیا لیڈری کر سکتا ہوں۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ قرآن شریف پڑھوں گا۔ انگریزی ترجمے میں نے منگوا لیے ہیں۔ ایسے عالم کی تلاش میں ہوں جو مجھے انگریزی میں قرآن کی تعلیم دے سکے۔ جانماز آپ نے اس لیے عطا کیا ہے کہ جب میں اللہ تعالیٰ کا حکم نہیں انتا تو مخلوق میرا حکم کیوں مانے گی۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ نماز پڑھا کروں گا۔ تسبیح آپ نے اس لیے ارسال کی ہے کہ میں اس پر درود شریف پڑھا کروں۔ جو شخص اپنے پیغمبر ﷺ پر اللہ تعالیٰ جل شانہ کی رحمت طلب نہیں کرتا، اس پر اللہ کی رحمت کیسے نازل ہو سکتی ہے۔ میں اس اشارے کی بھی تعمیل کروں گا۔

جب حیدر آباد دکن میں قائد اعظم کے انگریزی خط کا مذکورہ بالا ترجمہ حضرت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کو سنایا گیا تو آپ بہت خوش ہوئے اور فرمایا ''میں حیدر آباد میں بیٹھا ہوں اور جناح صاحب بمبئی میں ہیں۔ اتنے بعد مسافت پر ان کو مافی الضمیر کی کیسے خبر ہو گئی، درآنحالیکہ میں نے اس کا کسی سے تذکرہ بھی نہیں کیا بے شک جناح صاحب ولی اللہ ہیں۔

مسلم لیگ کی تائید واعانت:

اس کے بعد حضرت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے اور زیادہ انہماک سے مسلم لیگ کے لیے کام کرنا شروع کر دیا۔ اپنے تبلیغی دوروں میں اور عام اجتماعات میں خصوصیت سے یہ پیام عام مسلمانوں تک پہنچاتے تھے۔ آپ سادہ الفاظ میں حاضرین سے کہتے ''لوگو! دو پرچم ہیں۔ ایک مسلمانوں کا، دوسرا کافروں کا۔ بتاؤ کس پرچم کے سائے میں رہنا چاہتے ہو۔'' آپ کی زبان مبارک سے یہ بات نکلتی تو فوراً اثر دکھاتی اور لوگ دھڑا دھڑ مسلم لیگ کی حمایت پر مستعد اور کمربستہ ہو جاتے تھے۔

حضرت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے تمام علمائے دین اور مشائخ عظام کو خاص طور پر توجہ دلائی اور بتایا کہ ''یہ دین کا کام ہے آپ سب خدمتِ قوم اور حمایت دین پر مستعد ہو جائیں۔'' صوفیائے کرام سے آپ خاص طور پر کہتے کہ ''آپ نے تمام عمر گوشہ نشینی میں گذار دی ہے اب دین کی خدمت کا وقت آ گیا ہے اس لیے میدان عمل میں آ جائیں اور اپنا فرض ادا کیجیے۔'' اس سلسلے میں آپ نے اشتہار بھی شائع کیے

اور بے شمار بزرگوں کو خط بھی لکھوائے۔ چنانچہ اطراف واکناف سے آپ کو خط اور تار کے ذریعے پیامات موصول ہوئے اور علماء ومشائخ نے تعاون عمل کا وعدہ کیا۔

سنی کانفرنس (جمعیۃ العلمائے ہند) کے ذیل میں ذکر آچکا ہے کہ علمائے کرام کے اس عظیم الشان اجتماع میں بھی آپ نے مسلم لیگ کی حمایت کا زور شور سے اعلان کیا تھا۔ اسی طرح ہر اجتماع میں بلا خوف وخطر آپ حق کی حمایت میں آواز بلند فرماتے اور اس کا خاطر خواہ اثر ہوتا۔ ایک دفعہ اکتوبر ۱۹۴۶ء میں امرتسر کی مسجد میاں جان محمد میں جلسہ ہو رہا تھا۔ آپ کی تقریر کے دوران بعض مخالفین نے سوال کیا کہ ''جناح کافر ہے یا مسلمان'' آپ نے برجستہ فرمایا ''تم نے کونسی اس کے ساتھ رشتہ داری کرنی ہے جو اس کا مذہب دریافت کرتے ہو۔'' پھر ارشاد فرمایا کہ ''ہم جناح صاحب کو اپنا امام یا قاضی یا نکاح خواں مقرر نہیں کیا بلکہ وہ ہمارے وکیل ہیں۔ ہم سب کا کام ہے جس کو وہ کر رہے ہیں۔ یہ پوچھنے سے کیا حاصل کہ ان کا مذہب ومسلک کیا ہے۔'' اہل جلسہ اس اسلوب بیان سے مطمئن ہو گئے۔ حضرت مولانا سید نعیم الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بڑھ کر حضرت کے پاؤں پکڑ لیے اور اعتراف یا کہ ''اب مسئلہ صاف ہو گیا ہے۔'' حضرت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ''مولوی صاحب! وہ پاکستان بنانے کی کوشش کر رہا ہے، اسے کامیابی ہوگی۔'' پھر آپ نے کہا ''پاکستان کے مخالفین کان کھول کر سن لیں کہ پاکستان بن کر رہے گا۔ بارگاہ رب العزت سے اس کی منظوری ہو چکی ہے۔ پاکستان ہم سب کا ہے۔ اکیلے مسٹر جناح کا نہیں وہ ہمارا کام کر رہے ہیں، ہمارے وکیل ہیں۔''

حضرت پیر صاحب مانکی شریف کی آمد:

حضور کی دعوت کے جواب میں حضرت پیر مانکی شریف رحمۃ اللہ علیہ (ف ۱۹۶۰ء) کے علی پور سیداں آنے کا واقعہ ایک تاریخی یادگار ہے۔ اس لیے محفوظ کیے دیتا ہوں۔ شدید سردی کی رات تھی، بارش ہو رہی تھی۔ ایسے میں پیر صاحب قبلہ مع رفقاء کے جو سب کے سب رائفلوں پستولوں سے مسلح تھے، علی پور سیداں میں وارد ہوئے۔ اسٹیشن پر جس نے اس مسلح جماعت کو دیکھا وہ بھی حیران ہوا۔ اور گاؤں میں جنہوں نے آتے دیکھا وہ بھی۔ اس لیے کہ پنجاب میں اس طرح رائفلوں اور پستولوں سے مسلح ہو کر چلنے کا

رواج نہیں ہے۔

حضرت پیر صاحب باب رحمت میں داخل ہوئے تو حضور نے آہٹ سن کر پوچھا کون؟ پیر صاحب نے جواب کہا ''مانکی کا فقیر''۔ حضور اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ معانقہ کیا اور فرمایا ''فقیر کے گھر بادشاہ آ گیا ہے۔'' پھر شکوہ کیا کہ ''آپ نے اطلاع تو دی ہوتی، اس سردی اور تاریکی میں سٹیشن سے یہاں تک پہنچنے میں آپ کو بڑی زحمت ہوئی ہو گی۔'' پیر صاحب نے فرمایا ''چھوٹوں کو کب یہ حق پہنچتا ہے کہ بزرگوں کو اطلاع دیں۔ چھوٹوں کا کام خدمت میں حاضر ہونا ہے۔'' حضرت نے فرمایا ''اختر کو بلاؤ۔'' میں حاضر ہوا تو حکم دیا کہ ''پیر صاحب کے لیے کھانا لاؤ۔'' پیر صاحب نے کہا ''میں رات کو نہیں کھاتا''۔ ارشاد ہوا ''آج تو کھانا ہو گا۔'' پیر صاحب نے فرمایا ''چالیس سال سے میری عادت ہے کہ رات کو مطلق نہیں کھاتا۔'' حضور نے فرمایا ''میری سو سال سے عادت ہے کہ مہمان کو کبھی بھوکا نہیں سونے دیا۔'' انہی مزے مزے کی باتوں میں کھانا آ گیا، سب نے کھایا بعد میں حضرت کے دستور کے مطابق سبز قہوہ پیا گیا۔

غرض تین دن حضور نے پیر صاحب کو مہمان رکھا۔ بڑی پر تکلف دعوتیں ہوئیں۔ انواع واقسام کے کھانے پکتے رہے، چوتھے دن حضرت نے دریافت کیا کہ ''آپ نے خود کیوں تکلیف فرمائی'' پیر صاحب نے ارشاد کیا کہ ''میں آپ کے مراسلہ کے جواب میں خود حاضر ہو گیا ہوں۔ اب جو حکم ہو گا تعمیل کروں گا۔'' حضرت نے فرمایا ''اب دین اور ملت کے خدمت کی ضرورت ہے۔ یہ کام جو جناح صاحب کر رہے ہیں ہم سب کا ہے۔ آپ بھی ان کی اعانت فرمائیں۔'' پیر صاحب نے وعدہ کیا اس طرح چوتھے دن ہم سب ان کو سٹیشن تک رخصت کرنے گئے اور یہ پر لطف اجتماع ختم ہوا۔

حضرت پیر صاحب مانکی شریف رحمۃ اللہ علیہ نے جس طرح مسلم لیگ کی خدمت کی سب کو معلوم ہے۔ انہوں نے ۲۴ نومبر ۱۹۴۵ء کو جناح صاحب کی مانکی شریف میں دعوت کی اور ایک عظیم الشان جلسے کا انعقاد فرمایا۔ حضرت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کو بھی اس جلسے کی شرکت کیلئے مانکی شریف بلایا تھا لیکن آپ ناسازی مزاج کے باعث نہ جا سکے تو آپ نے حضرت والد صاحب قبلہ سراج الملت رحمۃ اللہ علیہ کو اپنی جگہ بھیج دیا اور آپ کے ہاتھ جناح صاحب کے لیے ایک سونے کا تمغہ، تین سو روپے کی تھیلی اور کئی

دوسرے تحائف ارسال کیے۔ حضرت پیر صاحب مانکی شریف نے حضرت سراج الملت رحمۃ اللہ علیہ کی بڑی عزت کی اور انہی سے جلسے کی صدارت کروائی۔ جب جناح صاحب جلسے میں آئے اور حضرت والد صاحب قبلہ نے آپ سے کہا کہ ''حضرت امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی کامیابی کے لیے کا سونے کا تمغہ بھیجا ہے۔'' تو قائداعظم بہت خوش ہوئے۔ کرسی سے اٹھ کر کھڑے ہوگئے اور سینہ تان کر کہا ''پھر تو میں کامیاب ہوں۔ آپ تمغہ میرے سینے پر آویزاں کیجئے۔''

حضرت پیر صاحب مانکی شریف نے ہزاروں لاکھوں روپے اپنی جیب سے خرچ کئے اور ریفرنڈم میں کانگریسی حکومت سے ٹکر لی۔ آپ کے لاکھوں مرید ہیں اور سب نے اس وقت بڑا کام کیا تھا۔ حضرت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے بھی ہزاروں معتقدین اور یار صوبہ سرحد میں ہیں۔ آپ نے بھی جابجا جلسے کیے اور سب کو مسلم لیگ کی حمایت پر آمادہ کیا۔ یاران طریقت نے ریفرنڈم میں پوری محنت سے تگ ودو کی۔ ریفرنڈم کی کامیابی میں ان اسباب کا بہت بڑا حصہ تھا۔

کشمیر میں قائداعظم کی شاہانہ دعوت:

اس سے پہلے کا واقعہ ہے ۱۹۴۴ء میں حضرت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کا کشمیر کا آخری دورہ تھا۔ انہی دنوں رئیس الاحرار چوہدری غلام عباس صاحب (ف ۱۹۶۷ء) کی دعوت پر قائداعظم سری نگر تشریف لائے۔ چوہدری صاحب حضرت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے غلام اور مسلم لیگ کے بہت بڑے کارکن اور کشمیر کے عظیم سربراہ تھے۔ حضرت کو قائداعظم کی آمد کی اطلاع ہوئی تو آپ نے ڈاکٹر عبدالاحد صاحب کی معرفت قائداعظم کی دعوت کی انہوں نے جواباً کہلوایا کہ ''یہاں آپ بھی مسافر ہیں اور میں بھی مسافر ہوں۔ دعوت کی کیا ضرورت ہے۔ ملاقات کے لیے حاضر ہو جاؤں گا۔'' آپ نے عذر قبول نہ کیا اور نہایت وسیع پیمانے پر دعوت کی تیاریوں کا حکم دے دیا۔ آپ اس وقت خواجہ عبدالاحد صاحب کے مکان پر قیام پذیر تھے۔ وہیں سارے مہمان جمع ہوئے تھے۔ بہت بڑا ہال تھا۔ سارے ہال میں قیمتی قالینوں کا فرش تھا اور انہیں پر دسترخوان بچھا کر کھانا کھلایا گیا تھا ای یار غلام محمد صاحب کو حکم ہوا کہ تم باورچی کا انتظام کرو۔ سارا انتظام انہوں نے کیا۔ چوبیس گھنٹے کھانے پکتے رہے، مجھے یاد ہے کہ پینتالیس قسم کے سالن تیار

کرائے گئے تھے۔

مقررہ وقت پر قائداعظم، چوہدری غلام عباس صاحب کے ہمراہ تشریف لائے۔ دونوں قائدین کے دوسرے رفقاء اور حضرت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے یاران طریقت جو کثیر تعداد میں مدعو تھے جمع ہو گئے۔ قائداعظم سے حضرت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے کھڑے ہو کر معانقہ کیا۔ اور اپنے بستر پر بیٹھنے کی فرمائش کی۔ قائداعظم نے انکار کر دیا آپ نے پھر اصرار فرمایا تو انہوں نے کہا ''بے ادب اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہوا کرتا۔ میرا مقصد پاکستان بنانا ہے۔ مجھے آپ اس مقصد سے محروم نہ کریں۔'' اس پر حضرت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ فوراً بیٹھ گئے اور قائداعظم سے کہا ''آپ جہاں پسند کریں تشریف رکھیں۔'' قائداعظم آپ کے پاس ہی قالین پر بیٹھ گئے ذرا سے وقفے کے بعد ہاتھ دھلائے گئے۔ اور دستر وان بچھا دیئے گئے۔ حضرت نے قائداعظم کے سامنے ایک خالی پلیٹ رکھوا دی اور اس میں تھوڑا تھوڑا نکال کر دیتے رہے۔ قائداعظم ماکولات کی کثرت سے حیران تھے اور کہتے تھے ''بس اور نہ لاؤ، میں سیر ہو گیا۔'' حضور نے فرمایا ''آپ صرف تھوڑا تھوڑا چکھتے جائیے تا کہ آپ کو کشمیری کھانوں کا علم ہو جائے۔'' ہر چیز لذیذ سے لذیذ تر تھی۔ مگر قائداعظم بہت کم خوراک شخص تھے پھر بھی آپ نے ہر چیز تھوڑی تھوڑی چکھی۔ آخر میں گوشتابہ آیا۔ حضرت نے فرمایا ''یہ بہت لذیذ ہوتا ہے اور یہاں کی رسم کے مطابق اسے سب کے آخر میں لایا جاتا ہے۔'' قائداعظم نے سب کھانوں کو پسند کیا اور کہا کہ ''میں نے ایسی پر تکلف دعوت ساری عمر نہیں کھائی۔ اگر میرا بس چلے تو میں باورچی کو اڑا لے جاؤں۔''

آخر میں پاکستان کے متعلق دیر تک باتیں ہوتی رہیں۔ حضور نے قائداعظم کو دو جھنڈے عطا کئے، ایک سبز دوسرا سیاہ۔ نقد روپیہ بھی عطا کیا۔ پاکستان کی کامیابی کے لیے دعا فرمائی۔ حضرت قائداعظم نے قیام پاکستان سے کئی سال قبل لاہور کے ایک جلسہ عام میں کئی لاکھ کے مجمع میں کہا تھا ''میرا ایمان ہے کہ پاکستان ضرور بنے گا، کیونکہ امیر ملت مجھ سے فرما چکے ہیں کہ پاکستان ضرور بنے گا۔ اور مجھے یقین واثق ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی زبان مبارک کو ضرور سچا کریں گے۔'' بالآخر وقت نے ثابت کر دیا کہ امیر ملت پاکستان کے روحانی بانی ٹھہرے اور قائداعظم بانی پاکستان۔

ہفت رنگ ہیرا

تحریر: صاحبزادہ سید خورشید احمد گیلانی

جس طرح کسی ہفت رنگ ہیرے کو سورج کے سامنے کیا جائے اور بدل بدل کر اس کا ہر کونہ شعاعوں کے برابر لایا جائے تو ہر رنگ اپنی بہار دیتا ہے، کہیں سے ارغوانی، کہیں سے عنابی، کہیں سے سنہری کہیں سے ازقونی، کہیں سے حنائی، کہیں سے بلوریں اور کہیں سے احمریں عکس جھلکتا ہے اسی طرح اگر امیرِ ملت حضرت پیر جماعت علی شاہؒ کی شخصیت اور خدمات کو وقائع و حوادث کے آئینے میں دیکھا جائے تو ہر زاویے سے نئی تصویر ابھرتی ہے، اور وہ تصویر بہت ہی دلکش اور نظر نواز ہے، کسی شخص کو تاریخ میں زندہ رکھنے کے لیے اس کا ایک ہی جاندار پہلو کافی ہوتا ہے۔ کوئی محدث ہو، کوئی مفسر ہو، کوئی متکلم ہو، کوئی خطیب ہو، کوئی ادیب ہو، کوئی فلسفی ہو، کوئی صوفی ہو، کوئی سپہ سالار ہو، کوئی شاعر ہو اور کوئی سیاسی رہنما ہو بس ایک ہی میدان کا مرد ہونا اس کی شناخت کے لیے بہت ہے لیکن امیر ملت کے ہاں ان کی دائمی زندگی اور مستقل شناخت کے لیے اتنے پہلو ہیں کہ تاریخ جتنی بار نئی کروٹ لے اس کی ہر کروٹ سے امیر ملت ابھر کر سامنے آئیں گے زمانہ جتنی بار گردش کھائے، ہر گردش سے امیر ملت کی تصویر نکھر کر سامنے آ کھڑی ہوگی اور وقت چاہیے جتنے پہلو بدلے اس کے ہر پہلو سے امیر ملت نیا جنم لیتے دکھائی دیں گے ظاہر ہے جو شخص مولانا عبدالوہاب امرتسریؒ کا شاگرد ہو اس کے یہ کمالات وہی نہیں ہوں گے تو اور کیا ہوگا؟ جس نے مولانا غلام قادر بھیروی کے سامنے گھٹنے ٹیکے ہوں وہ اتنی خوبیوں کو اپنے اندر جمع کرنے پر قادر نہیں ہوگا تو اور کیا ہوگا؟ جس نے رشتہ قلمند مولانا محمد مظہر کھارنپوری سے جوڑا ہو تو وہ شریعت و طریقت کا مظہر نہیں بنے گا تو اور کیا ہوگا؟ جس نے مولانا فیض الحسن کھارنپوری سے فیض پایا ہو اس سے ایک زمانہ فیضیاب نہیں ہوگا تو اور کیا ہوگا؟ جسے مولانا احمد حسن کانپوری سے صحبت رہی ہو اس کی شخصیت میں حسن پیدا نہیں ہوگا تو اور کیا ہوگا؟ جسے مولانا ارشاد حسین رام پوریؒ کا قرب میسر رہا ہو اس کے رشد و ارشاد کے چرچے دنیا میں نہیں ہوں گے تو

اور کیا ہوگا؟ جس کے سر پر مولانا شاہ فضل رحمٰن مراد آبادیؒ کا دست شفقت رہا ہو اس پر اللہ کا فضل بارش بن کر نہیں برسے گا تو اور کیا ہوگا؟ جو مولانا شاہ عبدالحق الہ آبادیؒ کے درس میں پڑھتا رہا ہو وہ حق گوئی کا پیکر نہیں بنے گا تو اور کیا ہوگا؟ جو مولانا سید محمد علی مونگیریؒ کے حلقہ تدریس میں شامل رہا ہو اس پر محمد (ﷺ) اور علی (رضی اللہ عنہ) گوشہ دامان رحمت اور سایہ عاطفت نہیں ہوگا تو اور کیا ہوگا؟ جو مفتی محمد عبداللہ ٹونی کے مکتب کا فرد ہو وہ عبادت الٰہی میں سرمست نہیں ہوگا تو اور کیا ہوگا؟ جو قاری عبدالرحمان پانی پتی سے چار حروف پڑھا ہو وہ بڑے بڑوں کا پتہ پانی نہیں کرے گا تو اور کیا کرے گا؟ جو علامہ عمر ضیاء الدین استانبوری کا تربیت یافتہ ہو وہ چاردانگ عالم میں ضیاپاشی نہیں کرے گا تو اور کیا کرے گا؟ اور جو میر محمد عبداللہ کی خدمت میں رہا ہو وہ امیر ملت نہیں بنے گا تو اور کیا ہوگا؟ یہ سب وہ لوگ ہیں جو آپ کے اساتذہ کرام ہیں۔

امیر ملت کو دیکھ کر حیرت ہوتی ہے کہ ایک شخص مجمع کی مدت کیسے بن جاتا ہے؟ اور اپنے اندر خوبیوں کو اس قدر کسی پہلو طرح سمیٹ لیتا ہے؟

عشق رسول ﷺ کا عالم ہے تو یہ کہ مدینہ منورہ میں راہ چلتے ہوئے ان کے ایک مرید کے نوکیلے پتھر لگنے سے وہاں راستے میں سویا ہوا کتا زخمی ہو جاتا ہے خون کی معمولی دھار نکلتی ہے تو امیر ملت کی دھاڑ نکل جاتی ہے سر سے پگڑی اتار کر اس کی مرہم پٹی کرتے ہیں اور برہم ہو کر کہتے ہیں ''ارے یہ تم نے کیا غضب ڈھایا۔ تمہیں نہیں معلوم کہ خدا جانے کون کون سا ولی کامل کیا کیا روپ دھار کر مدینے کی گلیوں میں پڑا ہوتا ہے؟ زیارت حرمین کے شوق کی یہ کیفیت ہے کہ دو چار بار نہیں، درجن بھر نہیں بلکہ پچپن مرتبہ حج کی سعادت حاصل کی، دست سخی کا رنگ یہ تھا کہ حجاز ریلوے لائن کی تعمیر کے لیے 1910ء میں چھ لاکھ روپے عطیہ دیے جو آج چھ کروڑ بنتے ہیں۔ علم و تعلیم کی ترویج میں دلچسپی اتنی کہ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کو تین لاکھ روپے نقد چندہ فراہم کیا، خانہ خدا سے محبت کا رنگ دیکھیئے کہ علی پور سیداں کی مسجد نور پر آج سے پچھتر سال پہلے چھ لاکھ روپے کی خطیر رقم صرف کی اسے اس قدر شاندار باوقار اور یادگار بنایا کہ ہر مسجد میں عبادت تو ہوتی ہی ہے مسجد نور کو زیارت کے قابل بنا دیا عام طور پر صوفی اور پیر کا تصور اور اس کے بارے میں مجموعی

تاثر یہ ہوتا ہے کہ یہ لوگ صرف حق ہو کی ضربوں میں مشغول رہتے ہیں، ہر وقت محو مراقبہ اور سر بگریباں رہتے ہیں یہ محض چلے وظیفے کے ماہر ہوتے ہیں ان کی مجلسیں بس کرامات کے تذکروں سے معمور ہوتی ہیں یہ ہر لحظہ تسبیح بدست اور نوافل وائدکار میں مست الست رہتے ہیں، لیکن حضرت امیر ملت کا معاملہ بہت جداگانہ ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ جب آپ عالم جذب میں ہوتے ہوں گے تو دنیا تو کیا ان کی اپنی ذات بھی وہاں راہ نہیں پاتی تھی مگر جب اجتماعی معاملات ان کے سامنے آئے تو وہ یکدم زاہد سے مجاہد بن جاتے تھے۔ کوئی ایسی اجتماعی اسلامی تحریک نہیں جس میں آپ کا رول قائدانہ نہ رہا ہو تحریک خلافت چلی تو آپ اس کا ہراول دستہ بنے، مسجد شہید گنج کا مسئلہ آیا تو اس موقع پر آپ کو ''امیر ملت'' کے باوقار لقب سے نوازا گیا، مسجد کانپور شہید ہوئی تو آپ کا کردار غازیانہ رہا غازی علم الدین شہید کا کیس چلا تو آپ پیش پیش تھے اور اس شہید محبت کا مزر بھی آپ نے بنوایا۔ رد قادیانیت میں 1904ء سے 1908ء تک کفن بردوش رہے اور تازیست یہ فرض نبھایا۔ رہ گئی تحریک پاکستان تو برصغیر ہند کا وہ کون سا شہر، قصبہ، قریہ، گوشہ، کونہ اور چپہ ہے جہاں آپ کے قدم نہیں پہنچے۔ 1944ء میں سری نگر میں قائداعظم کی شاندار ضیافت کر کے قائد اور تحریک پاکستان کے ساتھ اپنی غیر مشروط محبت اور معاونت کا مظاہرہ کیا۔ مسلم لیگ کی حمایت کے معاملے میں مشائخ کرام کی قیادت فرمائی۔ 1925ء میں مراد آباد میں ''آل انڈیا سنی کانفرنس'' ہوئی۔ 35ء میں بنارس شہر میں برپا ہوئی۔ جس کی صبح کا حسن ہمارے اردو ادب کا حسین استعارہ ہے اور حقیقت ہے کہ بنارس ہی کی کانفرنس قیام پاکستان کے لیے نوید صبح ثابت ہوئی، ان تینوں کانفرنسوں کی صدارت کا اعزاز آپ کو حاصل ہوا۔ واقعہ یہ ہے کہ اس مرد قلندر نے علی پور جیسے دور افتادہ قصبے میں بیٹھ کر خود کو محسوس نہیں کر لیا تھا بلکہ ہر فورم پر اپنے آپ کو محسوس کرایا۔

وہ گوشہ عافیت کے آدمی نہیں تھے بلکہ جادہ مزاحمت کے راہی تھے، وہ محض مراقبہ و ذکر کرنے والے نہیں ملت کی فکر رکھنے والے تھے، وہ شب زندہ دار بھی تھے اور میدان سیاست و قیادت کے شہسوار بھی تھے، اگرچہ وہ زاہد مرتاض تھے لیکن ساتھ ساتھ اسلامیان ہند کے ماہر فیاض بھی تھ، تبھی تو مولانا شوکت علی نے آپ کو ''سنوسی ہند'' کا لقب دیا۔ آپ فقط خلوت کی نہیں مرجعیت کی شان رکھنے والے تھے، علم و

شریعت کے کتنے آفتاب و ماہتاب تھے جو علی پور سیداں کے ذروں کی چمک دیکھنے آئے، امور سے سید دیدار علی شاہ چل کر آئے کچھوچھہ سے سید محمد احمد یہاں پہنچے، مراد آباد سے مولانا نعیم الدین تشریف لائے سورت سے شاہ وصی احمد محدث علی پوری کی سلامی کو آئے لاہور سے مولانا ابوالحسنات قادریؒ کا آنا ہوا۔ اسی طرح نامور شخصیات بھی حصول فیض اور شرف ملاقات کو بے تاب رہیں سر آغا خان، نواب وقار الملک، مولانا شوکت علی، نواب احمد یار دولتانہ، سر شاہنواز ممدوٹ، نواب افتخار حسین ممدوٹ، میاں افتخار الدین، مولانا ظفر علی خاں، مولانا عبدالستار خان نیازی اور میاں ممتاز دولتانہ بھی آپ کی دعا تعاون اور تعلق کے طالب رہے۔

حضرت امیر ملتؒ کی ہمہ پہلو ذات ان کی روشن خدمات اور آپ کے امت کے لیے درد سے معمور جذبات کو سامنے رکھ کر میرا قلم یک بیک اور بے ساختہ اس موضوع پر اٹھ جاتا ہے کہ آج بھی مشائخ کرام پر لازم ہے کہ وہ اپنے بزرگوں کی روایات کے مطابق معاشرے میں رہبر اور پیشوا کا کردار ادا کریں۔

جہاں پہلے ہی اندھیرے ہوں وہاں مشائخ بھی مقتداء کے بجائے مقتدی بن جائیں تو روشنی کہاں سے آئے گی؟ اگر مشائخ بھی قناعت پر آمادہ ہو جائیں تو قیادت کون سنبھالے گا؟ اگر مشائخ بھی حکمرانوں کے پہلو میں آسائش اور عزت تلاش کرنے میں لگ جائیں تو عزیمت و استقامت کی مثال کون بنے گا؟ اگر مشائخ بھی اطلس و کمخواب کے لباس اوڑھنے پہ آ جائیں تو غریبوں کی آس کون بندھائے گا؟ ایک بار نواب افتخار ممدوٹ نے حضرت امیر ملت کے پاس آنا تھا۔ آپ نے مدینہ منورہ کا کھدر پہن رکھا تھا۔ خادم نے کہا قبلہ! ذرا لباس بدل لیجیے آپ نے فرمایا ''اس وقت میرے بدن پر مدینے کا کھدر ہے اس کے ہوتے ہوئے کسی کی نوابی اور ممدوٹی نہیں چلتی''۔

میں سوچتا بلکہ کڑھتا ہوں کہ ایسا زوردار قلم کہاں سے لاؤں، جو مشائخ کی داستان فضیلت و عظمت ایسے انداز میں لکھے کہ انہیں یقین ہو جائے کہ واقعی وہ خاکبازی کے لیے نہیں بلکہ اندیشہ افلاکی کے لیے پیدا ہوئے ہیں۔ میں ایسے الفاظ کہاں سے لاؤں جن کا ایک ایک شوشہ مشائخ کرام کی شان کا

ترجمان بن جائے اور وہ جان جائیں کہ ان کے دامنِ فقر میں پیوند تو ہر دور میں رہے ہیں لیکن دھبہ کبھی دکھائی نہیں دیا۔ میں ایسا پیرایۂ بیان کہاں سے ڈھونڈوں جو مشائخ کرام کو ان کے منصب اور نسبت کا توانا احساس دلائے کہ حکمرانوں کے یہ پایہ تخت چوبیں ہیں اور تخت بے تمکیں ہیں جب کہ مشائخ کی مسند دراصل رسول خدا کی مسند ہے جسے نہ وقت کی کروٹیں کمزور کرسکتی ہیں اور نہ زمانے کی آندھیاں اپنی جگہ سے ہٹا سکتی ہیں، یہ حکمران زر و جاگیر کے بل بوتے پر زندہ ہیں اور زر و جاگیر اصل نہیں سایہ ہے جو وقت ڈھل سکتا ہے جب کہ مشائخ کی عزت علم سے اور طاقت عرفان سے ہے جسے نہ آگ جلا سکتی ہے اور نہ زمین کھا سکتی ہے۔ مشائخ کسی حکمران کا پہلوئے عاطفت کیوں تلاش کرتے ہیں؟ مانا کہ صدر مملکت کا گھر مرمر کی سلوں سے آراستہ ہے مگر پھر بھی خانہ خدا کی نیچی اور ٹیڑھی اینٹوں کا مقابلہ نہیں کرسکتا تسلیم کہ گورنر ہاؤس فانوسوں سے آراستہ ہے مگر مسجد کے مٹی کے دیئے سے زیادہ مقدس نہیں۔ بلاشبہ ایوان صدارت اور قصیر وزارت میں بیش قیمت قالین ہوتے ہیں مگر مسجد کی چٹائی کا ایک تنکا ان سے زیادہ پاکیزہ اور لائق احترام ہے، صدارتی محل کی مرمریں راہداریوں کو جوتے کے تلووں سے لتاڑا جاسکتا ہے لیکن مسجد کے کچے صحن پر صدر مملکت کو بھی اپنی پیشانی رگڑنی پڑتی ہے۔ فرمائیے کس کا مرکز اچھا اور کس کی نسبت بڑی؟ فقیروں کی یا حکمرانوں کی؟ اگر مشائخ بھی حکمران کی بانہوں میں بانہیں ڈالنے کو بے قرار ہوں اور ان سے ملاقات کو "ملاقات مسیحا و خضر" کا درجہ دیں تو امام احمد بن حنبلؒ اور مجدد الف ثانیؒ اور امیر ملتؒ کی میراث کون سنبھالے گا؟

اہل اللہ تو سوکھے ٹکڑے کھا کر گھر سے نکلتے اور مرغ دہانی کی قابوں کو اپنے خندہ استہزائے پھپکا بنا دیتے تھے مٹی کا پیالہ ہاتھ میں لے کر میخانہ و ساغر کی محفل کا رنگ بدل آتے تھے دو پیسے کی ٹوپی سر پر رکھ کر جاتے اور تاج وکلاہ کو تار تار کر کے آتے تھے۔ دانائے راز اقبال نے اس لیے تو کہا ہے

نہ تاج و تخت میں نے لشکر و سپاہ میں ہے
جو بات مرد قلندر کی بارگاہ میں ہے

حسن انتخاب: راؤ عرفان علی نورانی

حضرت مجدد الف ثانیؒ اور حضرت امیر ملتؒ کا مجددانہ کردار

تینتیسویں سالانہ امیر ملت "کانفرنس 2009، میں پیش کیا جانے والا خصوصی مقالہ
"از صاحبزادہ پروفیسر محمد مظہر فرید"

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ اس امت میں ہر صدی کے آغاز پر ایسے شخص کو بھیجے گا جو امت کیلئے دین کی تجدید کرے گا یعنی وہ مجدد ہوگا۔

مجدد کی ضرورت و اہمیت کا انکار نہیں کیا جا سکتا کیونکہ مجدد ہی وہ باکمال انسان ہوتا ہے جو اپنے عہد کے بدعہد لوگوں کو حسنِ کردار کی راہ پر ڈال دیتا ہے جو ذلت و گمراہی میں ڈوبے ہوؤں کو صراط مستقیم کا نور عطا کر دیتا ہے جو عالمِ کفر و شرک کے سامنے سیسہ پلائی ہوئی ایسی دیوار بن جاتا ہے کہ کفر و شرک اس سے ٹکرا کر پاش پاش ہو جاتا ہے جو تکبر و انانیت کے بلند و بالا بتوں کو خاکستر کر دیتا ہے اور جو صرف اور صرف رضا الٰہی کی خاطر اپنوں یا بیگانوں سے تعلق استوار کرتا ہے اور دین حق کی آبیاری کیلئے اپنی عمر بے مثال کے تمام لمحات کو قربان کرتا چلا جاتا ہے اور حق گوئی و بے باکی، عاجزی و انکساری، تدبر و تفکر، قوتِ فیصلہ اور طاقت سیف الٰہی کا پیکر اتم ہوتا ہے اور افکار و نظریات میں فیضان مسند نبوت کا کامل و اکمل نمونہ بن کر اور کردار و صفات کی پرنور خلعت پہن کر مخلوق الٰہی میں ظاہر ہوتا ہے گویا مجدد شریعت و طریقت اور معرفت و حقیقت اور سیاست و قیادت اور فقر و ولایت کا خورشید کامل بن کر چمکتا ہے اور پورا عالم اس کی ضیاء پاشیوں سے فیض پاتا نظر آتا ہے۔

تاریخی حوالہ جات کی روشنی میں بتلانا یہ چاہتا ہوں کہ مجدد الف ثانیؒ کی تصویر کامل کا نظارہ کرنا ہو تو امیر ملتؒ کی شخصیت و کردار ہی اس بات کی غمازی کرتی ہے کہ بلاشبہ امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ صاحبؒ ہی وہ ہستی ہیں جو چودھویں صدی کے مجدد ہیں تنہا شخص سید جماعت علی شاہ صاحبؒ واقعتاً علی کی جماعت بن کر ہر شعبہ زندگی میں مجددانہ کردار ادا کرتے نظر آتے ہیں۔ مجدد الف ثانیؒ اور امیر ملتؒ کے تکمیل علم دین و حفظ قرآن میں باعتبار عمر مماثلت، دونوں کے تربیت و اصلاح میں مماثلت، نسبی سلسلہ طریقت یعنی قادریہ و چشتیہ میں مماثلت، مرشدان عظام کے سلسلہ طریقت یعنی نقشبندیہ میں مماثلت اور

طریقہ وتبلیغ وتحریک احیاء دین میں مماثلت حتیٰ کہ دونوں کے مرشدان عظام کے ان دونوں کے بارے میں تاثرات میں بھی یکسانیت پائی جاتی ہے جیسے حضرت خواجہ باقی باللہؒ حضرت مجدد الف ثانی کے بارے میں فرماتے ہیں کہ شیخ احمد سرہندی ایسے آفتاب ہیں کہ ہم جیسے ہزاروں ستارے اس کے ضمن میں گم ہیں کامل اولیاء متقدمین میں سے خال خال ہی ان کی مثال ہوں گے۔

(زبدۃ المقامات بحوالہ تذکرہ مشائخ نقشبند صفحہ 197)۔

جب کہ امیر ملت کے مرشد گرامی تاجدار چورہ شریف حضرت بابا فقیر محمد چوراہیؒ فرماتے ہیں کہ ''شاہ صاحب امیر ملت کے مقام کا پتا ہی نہیں چلتا کہ کتنا بلند ہے اور شاہ صاحب کا کوئی ثانی نہ ہوگا۔'' مجدد الفؒ کے دور دسویں اور گیارہویں صدی عیسوی اور امیر ملتؒ کے دور انیسویں اور بیسویں صدی عیسوی میں مسلمانوں کی زبوں حالی پر طائرانہ نظر ڈالتے ہیں۔

حضرت مجدد شیخ احمد سرہندیؒ کے دور میں جلال الدین اکبر بادشاہ عیسائی پادریوں، ہندوؤں، پنڈتوں، سکھوں اور دیگر ارباب علم ودانش کی صحبت کے سبب نام نہاد دین الٰہی کا آغاز کر دیا ہے جو کلیتاً دین اسلام کے منافی نظر آتا ہے جیسے کلمہ طیبہ میں محمد رسول اللہ کی بجائے اکبر خلیفۃ اللہ پڑھا جانے لگا اور گائے کی قربانی پر پابندی اور خنزیر اور کتوں کا احترام ہونے لگا عورتوں کی بے پردگی اور ہندوؤں مہارانیوں کی دربار اکبری میں مسند نشینی، شراب اور جواء کو عام کیا گیا، سجدہ تعظیمی خاص و عام کیلئے لازم قرار دیا گیا، مساجد کی کھلے عام بے حرمتی ہونے لگی، مدارس عربیہ کو مسمار کیا گیا گویا سر عام شعائر اسلام کا کھلم کھلا مذاق اڑتا نظر آتا ہے ہندوانہ رسم ورواج اور عیسائیت کی تبلیغ کا بے پناہ اثر نظر آتا ہے تاکہ اسلامی افکار پارہ پارہ ہو جائیں اور تمام غیر مسلم قوتیں مسلمانوں کی محبت و ناموس مصطفیٰ ﷺ میں چھرا گھونپتی نظر آتی ہیں۔

دوسری جانب امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ صاحبؒ کے دور میں بھی سکھا شاہی کے سبب مسلمانوں کے حالات ابتر نظر آتے ہیں ہندو اور سکھ مسلمانوں کو اچھوت و کمتر سمجھتے ہیں برطانوی سامراج مسلمانوں کے دین کو بگاڑنے اور اتحاد و یگانگت کو اپنے منافقانہ رویے سے ٹکڑے ٹکڑے کرنے کے درپے ہیں مسلمان ارکان اسلام سے عاری نظر آتے ہیں مسلمانوں پر یہ کڑا وقت شروع ہوئے تقریباً دو سال کا

عرصہ بیت چکا ہے مسلمان ہندوازم اور سکھ ازم کی دلدل میں بری طرح پھنس چکے ہیں حتی کہ اپنے نام بھی ہندوؤں اور سکھوں جیسے رکھنے لگے معاشرت، مذہب، ملک وملت میں مسلمان ہر طرح شکنجے میں پھنسے نظر آتے ہیں، پشاور، دہلی اور لاہور کی شاہی مسجدیں بالخصوص غیر مسلموں، سکھوں اور ہندوؤں کے تسلط میں نظر آتی ہیں۔ اذان اور ذبیحہ کیلئے رکاوٹیں حتی کہ پانی کے حصول کیلئے بھی غیر مسلموں کے دست نگر نظر آتے ہیں اور پھر فتنہ قادیانیت ومرزائیت بھی عشق وناموس مصطفی ﷺ کیلئے ناسور بن کر ظاہر ہو جاتا ہے۔

آپ نے دونوں شخصیات کے ادوار میں یکسانیت ومماثلت کو ملاحظہ فرمایا اور دونوں شخصیات ان صبر آزما حالات میں چار اہم نکات کیلئے جہد مسلسل کرتے نظر آتے ہیں۔

۱۔ ہندوؤں، سکھوں، عیسائیوں اور نام نہاد مذاہب باطلہ کے بارے اسلامی نظریے کا پرچار کرنا۔

۲۔ اللہ کی زمین پر پیارے آقا ﷺ کی شریعت کا نفاذ کرنا

۳۔ مسلمانان برصغیر کو کامل شعائر اسلامی سے روشناس کرانا

۴۔ خواہش اقتدار سے دور رہتے ہوئے ارباب اقتدار کی اصلاح وتربیت کا بیڑا اٹھانا

ان عظیم مقاصد کے حصول کیلئے حضرت مجدد الف ثانی اور حضرت امیر ملت نے جو طریقہ کار اختیار کیا وہ بھی ان کے حالات زندگی کی روشنی میں یکساں نظر آتا ہے۔

۱۔ قرآن وحدیث کی روشنی میں مسلمانوں کی اصلاح وتربیت کرنا

۲۔ میدان سیاست میں اتر کر ارباب سیاست سے جرأت وبے باکی سے جہاد کرنا

۳۔ صوفیانہ اخلاق وعادات سے مصلح ہو کر اپنوں اور بیگانوں پر حق وباطل کو عیاں کرنا

تاریخ کے اوراق گواہ ہیں کہ امیر ملت اور حضرت مجدد حالات کی تیز وتند اور مشکل ترین گھاٹیوں سے گذرتے ہوئے اپنے مقاصد حسنہ میں کامیابیوں سے ہمکنار ہوئے اور پرچم اسلام اپنی پوری عظمت ورفعت کے ساتھ لہرانے لگا۔ اب میں دونوں ہستیوں کی کامیابی وکامرانی کے چند اہم نکات پیش کرتا ہوں جن میں بطور خاص یکسانیت پائی جاتی ہے۔

۱۔ مسلمانوں کو قوت کردار اور نور ایمان میں کاملیت مل جاتی ہے

۲۔ سیرت وصورت میں عکس محمدی جھلکنے لگتا ہے

۳۔ مساجد و مدارس کو تحفظ ملنے لگتا ہے

۴۔ ارباب اقتدار دونوں مجددین کی عقیدت ومحبّت کے اسیر نظر آتے ہیں

۵۔ غیر مسلم قوتیں اپنے نازیبا عزائم میں ناکام ہو جاتی ہیں

۶۔ حلال وحرام کا فرق اظہر من الشمس ہو جاتا ہے

۷۔ دوقومی نظریہ کا مسخ شدہ چہرہ واضح ہو جاتا ہے

۸۔ مسلمان اچھوت وادی سے نکل کر عزت و آبرو کے ساتھ زندگی گذارنے لگتے ہیں

۹۔ خواتین کی چادر اور چار دیواری کا تحفظ ہونے لگتا ہے۔

۱۰۔ مسلمانوں کے دینی وروحانی وملی جذبے پر لگا زنگ محبت الٰہی اور عشق رسول ﷺ اور اتحاد ملی کے رنگ میں بدلتا نظر آنے لگتا ہے۔

۱۱۔ جہانگیر بادشاہ حضرت مجدد کے سامنے اور محمد علی جناح وڈاکٹر اقبال امیر ملت کے سامنے ادب و عقیدت کے رشتے میں بندھے نظر آتے ہیں۔

۱۲۔ دونوں شخصیات ہی ناموس رسالت ﷺ کی خاطر جنگ لڑتے ہوئے سفیر عشق رسول ﷺ اور وارث مسند نبوت کی لاجواب تصویر نظر آتے ہیں۔

میں اس بات کو اس طرح ختم کرنا چاہتا ہوں کہ کہا جاتا ہے کہ حکمرانوں کے افکار ونظریات اور مذہب و معاشرت عوام الناس پر گہرا اثر مرتب کرتے ہیں مگر ان دونوں مجددین نے حکمرانوں کو بھی اپنے رنگ میں رنگ لیا تاکہ عوام تک اسلامی رنگ چڑھا دکھائی دے اور اسی منظر کو دیکھ کر امیر ملت کے آخری محبوب خلیفہ شیخ العالمین حضرت سیدنا چادر والی سرکارؒ کا یہ فرمان دریا کو کوزے میں بند کرنے کے مترادف ہے۔فرمایا کہ ''مجدد الف ثانی کی نظر جہانگیر بادشاہ پر پڑی تو اسے ولی بنادیا اور امیر ملت کی نظر محمد علی جناح پر پڑی تو اسے ولی بنادیا۔''

حضور قبلہ عالمؒ کی مراد اور محبوب خلیفہ سیدنا چادر والی سرکارؒ وہ والا صفات ولی کامل ہیں جنہوں

نے پاکستان بننے سے بھی کافی عرصہ پہلے امیر ملت، قبلہ عالم کی ناسازی طبع کے باعث عشق مرشد میں اپنے نوعمر اکلوتے بیٹے سید سعید اختر شاہ کو رب کی بارگاہ میں پیش کر کے امیر ملت کی درازی عمر کی التجا و دعا کی تو وہ دعا درجہ قبولیت اختیار کر گئی اور صاحبزادہ سعید اختر شاہ اللہ کو پیارے ہو گئے اور امیر ملت روبصحت ہو گئے۔ یہ وہ ہستی باکمال ہیں جن کے بارے امیر ملت بھی فرماتے کہ اگر اللہ قیامت کے دن مجھ سے پوچھے گا کہ جماعت علی تو دنیا سے کیا لایا تو میں اپنا کوئی عمل پیش نہیں کرونگا بلکہ سید ولی محمد شاہ (چادر والی سرکارؒ) کا ہاتھ پکڑ اللہ کی بارگاہ میں پیش کر دونگا کہ میرے اس محبوب و مراد کو دیکھ لے۔'' سیدنا چادر والی سرکارؒ وہ عاشق مرشد ہیں جنہوں نے یہ اعلان کر رکھا تھا کہ جو کوئی مجھے میرے قبلہ امیر ملت کا ثانی (اس دور میں) پوری دنیا میں دکھا دے میں اسے چار لاکھ روپیہ انعام دونگا اور تھیلے میں چار لاکھ روپے لے کر چادر والی سرکار نے علی پور شریف سالانہ جلسہ میں اعلان فرمایا جو تا حیات جاری رہا۔ اور فرمایا کہ مجھے میرے رب نے پوری دنیا دکھائی کہ روئے زمین پر امیر ملت کا ثانی کوئی نہیں۔ میں نے ویسے ہی تو چار لاکھ روپے کا اعلان نہیں کر رکھا۔ آپ فرماتے ہیں میرے قبلہ زمانہ حال سے لے کر امام مہدی علیہ السلام کی آمد سے پہلے تک تمام اولیاء کرام کے چیئر مین ہیں۔

آج مملک خداداد کی فضاؤں سے آواز آ رہی ہے کہ وطن عزیز متواتر ابتری کی کیفیت میں لپٹا نظر آتا ہے ملک فرقہ پرستی، نام نہاد جمہوریت، غیر اسلامی طالبانائزیشن، امریکی غلامی، مادہ پرستی اور لسانیت پرستی کی دلدل میں دھنستا نظر آ رہا ہے اور شریعت وطریقت، سیاست وقیادت اور محبت واخوت کی روحیں پکار پکار کر کہہ رہی ہیں کہ آج پھر قوم کو مجدد سرہندی اور امیر ملت کی ضرورت ہے آج پھر افکار مجددیہ اور افکار امیر ملت کی ضرورت ہے آج پھر مجدد الف ثانیؒ اور امیر ملتؒ مجددِ دین وملت کے روحانی تصرفات کی ضرورت ہے۔ وگرنہ

تمہاری داستاں تک نہ ہوگی داستانوں میں

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ كُلِّ ذَرَّةٍ مِّائَةَ اَلْفِ اَلْفِ مَرَّةٍ وَّ بَارِكْ وَسَلِّمْ ○

نہ تاج و تخت میں نہ لشکر و سپاہ میں ہے جو بات مرد قلندر کی بارگاہ میں ہے

ملتان شریف میں

صاحبزادہ پروفیسر محمد مظہر فرید نقشبندی جماعتی کی زیر نگرانی

امیر ملت اسلامک سنٹر کے قیام کی کوشش حقیقی اسلامی تشخص

اور تعلیمات صوفیاء کے فروغ میں ممد و معاون ثابت ہوگی۔

برائے ایصال ثواب والدین میر عامر نذیر ورلڈ موبائل

72 مال پلازہ ملتان کینٹ
061-4544630,8155527
0300-8635527,0300-9639735

امیر ملت اسلامک سنٹر ملتان شریف

کے درج ذیل منصوبہ جات

1۔ حفظ و ناظرہ قرآن مجید 2۔ درس نظامی 3۔ دورہ قرآن و حدیث

4۔ شارٹ اسلامک کورسز 5۔ مختلف رفاحی منصوبہ جات 6۔ جامع مسجد

کیلئے عاشقان رسول و مخیر حضرات سے خصوصی تعاون کی اپیل ہے

زیر سرپرستی
صاحبزادہ پروفیسر محمد مظہر فرید نقشبندی مجددی جماعتی چادری
مہتمم فیضان صوفیاء انٹرنیشنل

رابطہ نمبر 0300-9638978

اکاؤنٹ نمبر A/C # 8341-1 مسلم کمرشل بنک گول باغ ملتان شریف



34 ویں سالانہ امیر ملت رح انٹرنیشنل کانفرنس

اور

دوسرا سالانہ آل پاکستان

مشائخ کنونشن

بعنوان: سالمیت پاکستان

جانشین امیر ملت، مہرملت
حضرت پیر سید منور حسین شاہ جماعتی صاحب
چیئرمین پاکستان مشائخ کونسل
چیئرمین امیر ملت ٹرسٹ انٹرنیشنل وانجمن خدام الصوفیہ

مقتدر مشائخ عظام و علماء کرام و دیگر شہزادگان امیر ملت کو مبارکباد پیش کرتے ہیں

34 ویں سالانہ
انٹرنیشنل کانفرنس
امیر ملت
اور
دوسرا سالانہ آل پاکستان
مشائخ کنونشن
کے موقع پر

المصطفیٰ ویلفیئر سوسائٹی کا پیغام ••• علماء و مشائخ عظام کے نام

نکل کر خانقاہوں سے

ادا کر رسم شبیری